بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیمٍ

●

پیغمبر اسلام ؐ کی سماجی زندگی

●

DATA ENTERED

مؤلف

انعام اللہ جان

ریسرچ آرگنائزر، یونیسکو سنٹر فار سنٹرل ایشین سویلائزیشنز

قائد اعظم یونیورسٹی۔ اسلام آباد

۱۱۷۹۹۰۶۹۲
نع ۱۲۸۳
24459

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ

خصوصاً ٹائیٹل اور مواد کو کسی شکل میں سوائے مختصر حوالے کے استعمال کرنے والا قانونی طور پہ جوابدہ ہوگا۔

پہلا ایڈیشن	اپریل ۱۹۸۰ء
تعداد	ایک ہزار
ہدیہ	دس روپے
طباعت	فرخ پرنٹنگ ورکس راولپنڈی
کتابت	خان زمان علوی
نظر ثانی	علّامہ محمد جمیل

بذریعہ وی پی کتاب منگوانے کا پتہ:۔

انعام اللہ جان۔ مکان نمبر ۲۰۔ گلی نمبر ۳۱۔

جی سکس ون بھتری۔ اسلام آباد۔

حضرت پیر عبداللہ جان صاحب کے معتقدین ان کی فرمائش کے مطابق مندرجہ صاحبان سے حاصل کریں:۔

۱۔ سائیں سلیم احمد خان۔

کوارٹر نمبر ۴۰/بی۔ جی سکس بھتری خورد۔ اسلام آباد۔

۲۔ شیخ انور حسین۔ دکان نمبر ۶۔ بازار جی سکس ون بھتری۔ اسلام آباد

Marfat.com

انتساب

انتساب

اپنے بیحد مشفق و مہربان استاد

پروفیسر ڈاکٹر احمد حسن دانی کے نام

Marfat.com

فہرست

پیغمبر اسلام ایک مثالی شخصیت ۹
پیغمبر اسلام کی جامعیت ۱۲
پیغمبر اسلامؐ کے متعلق انکے قرابتداروں کی رائے ۱۶
پیغمبر اسلامؐ کا غلط رسوم سے مقابلہ ۱۹
پیغمبر اسلامؐ اور معاشرہ ۲۲
پیغمبر اسلامؐ کا اخلاق ۲۶
گفتگو ۲۷
نفاست پسندی ״
سچائی ۲۸
ایفائے عہد ۳۰
انصاف پسندی ۳۱
ایثار ۳۳
مہمان نوازی ۳۴
سخاوت ۳۶
شرم وحیاء ۳۸
عفو و بردباری ۳۹
کفار اور مشرکین سے حسن سلوک ۴۲
یہود و نصاریٰ سے برتاؤ ۴۳
غریبوں پر شفقت ۴۴
بچوں پر شفقت ۴۶
غلاموں پر شفقت ۴۸
خواتین سے برتاؤ ۴۹
یتامیٰ و بیوگان سے شفقت ۵۱
حیوانات پر رحمت وشفقت ۵۲
پرندوں پر شفقت ۵۳
رقیق القلبی ۵۴
دکھ اور تکلیف کی برداشت ۵۵
عزم واستقلال ۵۶
شجاعت ۵۸
مساوات ۶۰
انکساری و تواضع ۶۲
زہد وقناعت ۶۵
عفت وعصمت ۶۸
سادگی اور بے تکلفی ۶۹

Marfat.com

امانت ۷۰

ستائش سے نفرت ۷۲

اپنے ہاتھ سے کام کرنا ۷۴

دوسروں کے کام کرنا ۷۶

امارت پسندی سے اجتناب ۷۸

سوال سے نفرت ۸۰

مبادلہ تحائف ۸۳

قبول احسان سے گریز ۸۴

جبر نہ کرنا ۸۶

رہبانیت کی ممانعت ۸۸

مداحی کی ناپسندیدگی ۹۰

خوش معاملگی ۹۱

شائستگی ۹۳

دخل در معقولات سے احتراز ۹۴

عیوب کو چھپانا ۹۵

تجسس کی مخالفت اور حسنِ ظن کا حکم ۹۶

صبر ۹۷

شکر ۱۰۲

توکل ۱۰۴

خوش کلامی ۱۰۶

میانہ روی ۱۰۷

خوفِ خدا اور عبادت ۱۰۸

تواترِ عمل ۱۰۹

آداب : ۱۱۱

فطری آداب ۱۱۲

طہارت اور اس کے آداب ۱۱۵

کھانے پینے کے آداب ۱۱۷

آدابِ مجلس ۱۲۰

گفتگو کے آداب ۱۲۵

ملاقات کے آداب ۱۲۸

باہر نکلنے اور چلنے پھرنے کے آداب ۱۳۱

آدابِ سفر ۱۳۳

آدابِ خواب ۱۳۵

لباس کے آداب ۱۳۷

متفرق آداب ۱۴۰

کتابیات ۱۴۲

تعارف ۱۴۳

Marfat.com

عرضِ مؤلف

زیرِ نظر کتاب "پیغمبرِ اسلام کی سماجی زندگی" ایک خواب کا نتیجہ ہے جس میں مؤلف کو حضورؐ کی زیارت نصیب ہوئی۔ خواب میں حضرت ابوبکرؓ نے حضورؐ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: "یہ وہ ہستی ہیں جنہوں نے اپنی زندگی کے ترسیٹھ سال تبلیغ اور معاشرے کی اصلاح میں گزارے"۔ اس خواب سے بیداری کے بعد میں پہلے تو اس بات کو سوچتا رہا کہ حضورؐ کی تو زندگی کل ترسیٹھ سال تھی اور ان کو پیغمبری کی ذمہ داری ۴۰ سال کی عمر میں سپرد کی گئی تھی۔ اس طرح انہوں نے ۲۳ سال اصلاح و تبلیغ کا کام کیا۔ اس مسئلے کو تو میں حل نہ کر سکا مگر اصلاح و تبلیغ کا تصور میرے ذہن میں سمایا اور کچھ عرصہ کے بعد ذہن میں خود بخود ایک ایسی کتاب کا نقشہ ابھرا جو صرف اور صرف پیغمبرِ اسلام کی سماجی زندگی پر مشتمل ہو۔

کافی عرصہ صحاح ستہ اور سیرت پر دوسری کتابوں کا مطالعہ کرتا رہا اور آخر کار زیرِ نظر کتاب کی تشکیل ہوئی۔ یہ کتاب کوئی تحقیقی مقالہ نہیں جس میں ہر حدیث کا پورا پورا حوالہ دیا جائے یا حواشی میں کتابوں کے نام درج کئے جاتے۔ یہ کتاب صرف طلبہ اور عوام کی رہنمائی کے لئے عام فہم انداز میں لکھی گئی ہے اور ہر ممکن کوشش کی گئی ہے کہ صحیح اور مستند معلومات پیش کی جائیں مگر پھر بھی اگر کوئی غلطی یا سہو ہو گئی ہو تو قارئین کرام مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن تصحیح و اضافہ کیا جا سکے۔

انعام الاحسان
مؤلف

امید ہے کہ موصوف کی یہ کتاب زیادہ سے زیادہ لوگ مطالعہ کریں گے اور خصوصاً سرکاری اور دینی مدارس کے طلبا اس سے بحد مستفید ہو سکیں گے۔

شورش ملک

ایڈیٹر، روزنامہ جنگ

راولپنڈی

۱۲ر اپریل ۱۹۸۰ء

Marfat.com

پیغمبر اسلامؐ - ایک مثالی شخصیّت

ایک ایسی ہستی کو کیوں نہ دنیا والے اپنے لئے ایک مثالی رہنما بنائیں جس میں مندرجہ ذیل خصوصیات ہوں :-

۱- وہ صرف ایک عالمگیر قوت کو خدا مانے اور دنیا والوں کے چھوٹے چھوٹے خداؤں کو جھٹلائے۔

۲- وہ انسانیت سے ازحد محبّت رکھے اور انسانیت کی بہبود اور فلاح کے لیئے جس نے ہر راحت کو قربان کر دیا ہو۔

۳- وہ انسانی آزادی کا علمبردار ہو اور جس نے تاریخ میں سب سے پہلے غلامی کے خلاف تبلیغ کی ہو اور اس کو غیر انسانی حرکت قرار دی ہو۔

۴- وہ جس نے انسانی تاریخ میں سب سے پہلے عورت کو انسانی مقام دیا ہو اور اس کو جہالت و پستی کے غاروں سے نکال کر ایک باعزت حیثیت دی ہو۔

Marfat.com

۵۔ وہ جنہوں نے انسانی تاریخ میں پہلی بار علم کو عام کر دیا اور علم کو ایک تحریک کی شکل میں دنیا میں پھیلایا اور صرف یہ نہیں کہ جو آپ کے پاس ہو وہ دوسروں تک پہنچاؤ بلکہ علم کی خاطر دُور دراز ملکوں کے سفر سے بھی دریغ نہ کیا جائے اور فرمایا :۔

"علم کی طلب میں نکلو چاہے آپ کو چین کیوں نہ جانا پڑے"۔

۶۔ وہ جنہوں نے قوتِ ارادی، خود اعتمادی اور خود داری کی مثال قائم کی۔ دینِ حق کی تبلیغ کے وقت کفار نے ان کو ہر طرح تنگ کیا، ایذائیں پہنچائیں، لالچ پیش کئے، ڈرایا دھمکایا، مگر حضورؐ ایک خود اعتمادی کا پہاڑ بن کر تکالیف کا مقابلہ کرتے رہے اور اپنی آہنی قوتِ ارادی سے مخالفین کے ہر طلسم کو بیکار کر دیا۔

۷۔ وہ جنہوں نے وعدہ کے ایفاء کا اس قدر خیال رکھا کہ جس سے وعدہ کیا اس کے لئے تین دن اسی مقام پر بیٹھے رہے اور تیسرے دن جب وہ آتا ہے تو کہتا ہے" حضورؐ میں بھول گیا تھا"۔ حضورؐ فرماتے ہیں:۔"کوئی بات نہیں مگر آئندہ کے لئے خیال رکھنا"۔

۸۔ وہ جنہوں نے دوستی میں کمال وفاداری سے کام لیا اور صحابہؓ صرف بحیثیت پیغمبرؐ کے ان کو نہ جانتے تھے بلکہ بحیثیت ایک وفادار، امین اور مخلص انسان کے وہ ان کے ساتھ عہدِ پیغمبری سے پہلے بھی کافی عرصہ

Marfat.com

رہے تھے۔

۹۔ وہ جو ہر وقت انسانیت کی بھلائی اور بہبود کے لئے سوچا کرتے تھے اور انسانی مظالم کے خلاف ایک حرف بھی منہ پر نہ لاتے مگر ان کی ہدایت کے لئے رحمت کی دعا کرتے۔

۱۰۔ وہ جو دوسروں کو اپنے خیالات کے اظہار کا پورا موقع دیتے اور بعض وقت اگر کوئی بہت خلافِ تہذیب بات بھی کرتا تو صحابہ سے فرماتے اس کو کہنے دو، جبکہ کوئی معمولی آدمی بھی دوسرے کی بیجا حرکت یا بات سے برہم ہو جاتا ہے۔

غرضیکہ کوئی انسانی خوبی ایسی نہ تھی جو ہمارے پیغمبرؐ میں کمال درجہ تک نہ پائی جاتی ہو تو کیوں نہ ہم ایک ایسے انسان کو مثالی رہنما بنا کر ان کے نقشِ قدم پر چلیں اور دوسروں کو بھی ان کی پیروی کے لئے دعوت دیں۔ تاکہ یہ دنیا حسن سلوک سے جنت نظیر بن جائے۔

Marfat.com

پیغمبرِ اسلام کی جامعیّت

اس موضوع پر سید سلیمان ندوی صاحب نے خطبات مدراس کے پانچویں خطبہ میں جو کچھ لکھا ہے اس سے اچھا شاید ہی کوئی لکھ سکے لہٰذا اس خطبہ سے چند اقتباسات قارئین کے پیش خدمت ہیں:

"حضرات! خدا کی محبت کا اہل اور اس کے پیار کا مستحق بننے کے لئے ہر مذہب نے ایک ہی تدبیر بتائی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس مذہب کے شارع اور طریقہ کے بانی نے جو عمدہ نصیحتیں کی ہیں ان پر عمل کیا جائے لیکن اسلام نے اس سے بہتر تدبیر اختیار کی ہے۔ اس نے اپنے پیغمبر کا عملی مجسمہ سب کے سامنے رکھ دیا ہے اور اس عملی مجسمہ کی پیروی اور اتباع کو خدا کی محبت کے اہل اور اس کے پیار کے مستحق بننے کا ذریعہ بنایا ہے۔ چنانچہ اسلام میں دو چیزیں ہیں۔ کتاب اور سنّت۔ کتاب سے مقصود خدا کے احکام ہیں جو قرآن مجید کے ذریعہ سے ہم تک پہنچے ہیں اور سنت جس کے لغوی معنی راستہ کے ہیں وہ راستہ جس پر پیغمبر اسلامؐ خدا کے احکام پر عمل کرتے ہوئے گزرے یعنی آپؐ کا عملی نمونہ جس کی تصویر احادیث میں بصورت الفاظ ہے

الغرض ایک مسلمان کی کامیابی اور تکمیل روحانی کے لئے جو چیز ہے وہ سنّت نبوی ہے۔"

"ان افعال کے بعد جن کا تعلق اعضاء بدن سے ہے۔ وہ افعال ہیں جن کا تعلق دل و دماغ سے ہے اور جن کی تعبیر ہم اعمالِ قلب یا جذبات اور احساسات سے کرتے ہیں۔ ہر آن ہم ایک نئے قلبی عمل یا جذبہ یا احساس سے متاثر ہوتے ہیں۔ ہم کبھی راضی ہیں کبھی ناراض۔ کبھی خوش ہیں کبھی غمزدہ، کبھی مصائب سے دو چار ہیں اور کبھی نعمتوں سے مالا مال، کبھی ناکام ہوتے ہیں اور کبھی کامیاب۔ ان سب حالتوں میں ہم مختلف جذبات کے ماتحت ہوتے ہیں، اخلاقِ فاضلہ کا تمام تر انحصار انہی جذبات اور احساسات کے اعتدال اور باقاعدگی پر ہے۔ ان سب کے لئے ہم کو ایک عملی سیرت کی حاجت ہے۔ جس کے ہاتھ میں ہماری ان اندرونی سرکش اور بے قابو قوتوں کی باگ ہو جو انہی راستوں پر ہمارے نفس کی غیر معتدل قوتوں کو لے چلے جن پر سے مدینہ کا بے نفس انسان کبھی گزر چکا ہے۔"

"عزم، استقلال، شجاعت، صبر، شکر، توکّل، رضا بتقدیر، مصیبتوں کی برداشت، قربانی، قناعت، استغناء، ایثار، جود، تواضع، خاکساری، مسکنت، غرض نشیب و فراز، بلند و پست، تمام اخلاقی پہلوؤں کے لئے جو مختلف انسانوں کو مختلف حالتوں میں یا ہر انسان کو مختلف صورتوں میں پیش

Marfat.com

آتے ہیں۔ ہم کو عملی ہدایت اور مثال کی ضرورت ہے۔ مگر وہ کہاں سے مل سکتی ہے؟ صرف محمد رسول اللہؐ کے پاس۔ حضرت موسیٰؑ کے پاس ہم کو سرگرم، شجاعانہ قوتوں کا خزانہ مل سکتا ہے۔ مگر نرم اخلاق کا نہیں۔ حضرت عیسیٰؑ کے ہاں نرم اخلاق کی بہتات ہے مگر سرگرم اور خون میں حرکت پیدا کرنے والی قوتوں کا وجود نہیں انسان کو اس دنیا میں ان دونوں قوتوں کی معتدل حالت میں ضرورت ہے اور ان دونوں قوتوں کی جامع اور معتدل مثالیں صرف پیغمبر اسلام کی سوانح میں مل سکتی ہیں۔"

"حضرت نوحؑ کی زندگی کفر کے خلاف غیظ و غضب کا ولولہ پیش کرتی ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی حیات بت شکنیوں کا منظر دکھاتی ہے۔ حضرت موسیٰؑ کی زندگی کفار سے جنگ و جہاد، شاہانہ نظم و نسق اور اجتماعی دستور و قوانین کی مثال پیش کرتی ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کی زندگی صرف خاکساری، تواضع، عفو و درگزر اور قناعت کی تعلیم دیتی ہے۔ حضرت سلیمانؑ کی زندگی شاہانہ اولوالعزمیوں کی جلوہ گاہ ہے۔ حضرت ایوبؑ کی حیات صبر و شکر کا نمونہ ہے حضرت یونسؑ کی سیرت ندامت و انابت اور اعتراف کی مثال ہے۔ حضرت یوسفؑ کی زندگی قید و بند میں بھی دعوتِ حق اور جوشِ تبلیغ کا سبق ہے۔ حضرت داؤدؑ کی سیرت گریہ و بکا، حمد و ستائش اور دعا و زاری کا صحیفہ ہے۔ حضرت یعقوبؑ کی زندگی امید، خدا پر توکل اور اعتماد کی مثال ہے لیکن

Marfat.com

محمد رسول اللہؐ کی سیرت مقدسہ کو دیکھو کہ اس میں نوحؑ اور ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور عیسیٰؑ، سلیمانؑ اور داؤدؑ، ایوبؑ اور یونسؑ، یوسفؑ اور یعقوبؑ سب کی زندگیاں اور سیرتیں سمٹ کر سما گئی ہیں۔"

"محدث خطیب بغدادی کی ایک ضعیف روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ کی ولادت کے وقت ندا آئی کہ "محمدؐ کو ملکوں ملکوں پھراؤ اور سمندر کی تہوں میں لے جاؤ کہ تمام دنیا ان کے نام ونشان کو پہچان لے۔ جن وانس، چرند وپرند بلکہ ہر جاندار کے سامنے ان کو لے جاؤ، ان کو آدمؑ کا خلق، شیثؑ کی معرفت، نوحؑ کی شجاعت، ابراہیمؑ کی دوستی، اسمٰعیل کی زبان، اسحاقؑ کی رضا، صالحؑ کی فصاحت، لوطؑ کی حکمت، موسیٰؑ کی سختی، ایوبؑ کا صبر، یونسؑ کی طاعت، یوشعؑ کا جہاد، داؤدؑ کی آواز، دانیالؑ کی محبت، الیاسؑ کا وقار، یحییٰؑ کی پاکدامنی اور عیسیٰؑ کا زہد عطا کرو اور تمام پیغمبروں کے اخلاق میں ان کو غوطہ دو۔ جن علماء نے اس روایت کو اپنی کتابوں میں جگہ دی ہے ان کا منشاء درحقیقت یہی ہے کہ وہ پیغمبرِ اسلامؐ کی صفتِ جامعیّت کو نمایاں کریں کہ جو کچھ انبیا علیہم السلام کو متفرق طور سے عطا ہوا تھا وہ سب مجموعی طور پر آنحضرتؐ کو عنایت ہوا"

مندرجہ بالا اقتباسات سے یہ صریحاً ظاہر ہے کہ آنحضرتؐ کی زندگی میں جامعیت کی صفت کاملہ پورے طور پر نمایاں تھی جس کا علم آپؐ کی معاشرتی زندگی سے کامل طور پر حاصل کیا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

پیغمبرِ اسلامؐ کے متعلق انکے قرابتداروں کی رائے

انسان کے اخلاق، عادات اور اعمال کا بیوی سے بڑھ کر کوئی واقف کار نہیں ہو سکتا۔ آنحضرتؐ نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو اس وقت حضرت خدیجہؓ کے نکاح کو ۱۵ برس ہو چکے تھے اور یہ مدّت اتنی بڑی ہے جس میں ایک انسان دوسرے کے عادات و خصائل اور طور طریقے سے اچھی طرح واقف ہو سکتا ہے۔ اسی واقفیت کا اثر حضرت خدیجہؓ پر یہ پڑتا ہے کہ ادھر آپؐ کی زبان سے اپنی نبوت کی خبر نکلتی ہے اور ادھر حضرت خدیجہؓ کا دل اس کی تصدیق پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ آنحضرتؐ جب نبوت کے بارِ گراں سے گھبراتے ہیں تو حضرت خدیجہؓ تسکین دیتی ہیں کہ

"یا رسول اللہؐ! آپؐ کو خدا ہرگز تنہا نہیں چھوڑے گا کیونکہ آپ قرابت والوں کا حق پورا ادا کرتے ہیں، قرضداروں کا قرض ادا کرتے ہیں، غریبوں کی مدد کرتے ہیں، مہمانوں کی خاطر تواضع کرتے ہیں، حق کی طرفداری کرتے ہیں، مصیبتوں میں آپ لوگوں کے کام آتے ہیں۔"

یہ آپ کی عملی زندگی کی وہ مثالیں ہیں جو نبوت سے پہلے آپؐ میں

Marfat.com

موجود تھیں۔

آنحضرتؐ کی تمام ازواج مطہرات میں حضرت خدیجہؓ کے بعد سب سے زیادہ محبوب حضرت عائشہؓ تھیں۔ حضرت عائشہؓ نو برس مسلسل آپؐ کی صحبت میں رہیں۔ وہ گواہی دیتی ہیں کہ

"حضورؐ کی عادت کسی کو برا بھلا کہنے کی نہ تھی، آپؐ برائی کے بدلے میں برائی نہیں کرتے تھے بلکہ معاف کر دیتے تھے۔ آپؐ گناہ کی بات سے کوسوں دور رہتے تھے، آپؐ نے کبھی کسی سے اپنا بدلہ نہیں لیا، آپؐ نے کبھی کسی غلام، لونڈی عورت یا خادم، یہاں تک کہ کسی جانور تک کو کبھی تکلیف نہیں پہنچائی۔ آپؐ نے کبھی کسی کی جائز درخواست اور فرمائش کو رد نہیں فرمایا۔"

رشتہ داروں میں حضرت علیؓ سے بڑھ کر کوئی آپؐ کے دن رات کے حالات اور اخلاق سے واقف نہ تھا، وہ بچپن سے جوانی تک آنحضرتؐ کی خدمت میں رہے تھے وہ گواہی دیتے ہیں کہ

"آپؐ ہنس مکھ، طبیعت کے نرم اور اخلاق کے نیک تھے، طبیعت میں مہربانی تھی، سخت مزاج نہ تھے، کوئی برا کلمہ کبھی منہ سے نہیں نکالتے تھے۔ لوگوں کے عیب اور

کمزوریوں کو نہیں ڈھونڈھتے تھے کسی کی کوئی فرمائش اگر مزاج کے خلاف ہوتی تو خاموش ہو جاتے، نہ اس کو صاف جواب دے کر مایوس کرتے تھے اور نہ ہی اپنی منظوری ظاہر فرماتے تھے۔ واقفکار اس انداز خاص سے سمجھ جاتے کہ آپؐ کا منشا کیا ہے۔ یہ اس لئے کہ آپؐ کسی کا دل توڑنا نہیں چاہتے تھے۔ دل شکنی نہیں کرتے تھے بلکہ دلوں پر مرہم رکھتے تھے۔ آپؐ رؤف و رحیم تھے"۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ:

" آپؐ نہایت فیاض، بڑے سخی، راست گو، نہایت نرم طبع تھے، لوگ آپؐ کی صحبت میں بیٹھتے تو خوش ہو جاتے، جو آپؐ کو پہلی دفعہ دیکھتا مرعوب ہو جاتا لیکن جیسے جیسے وہ آپؐ سے مزید ملتا آپؐ سے محبت کرنے لگتا۔"

پیغمبرِ اسلامؐ کا غلط رسوم سے مقابلہ

غلط رسوم ہی کسی معاشرہ کے لئے جان لیوا ثابت ہوتی ہیں کسی پیغمبر یا مصلح کا سب سے بڑا کام غلط رسوم کو دور کرنا ہوتا ہے تاکہ ان کی جگہ اچھی رسوم ذہنوں میں داخل ہوسکیں۔ انسان چونکہ حد درجہ قدامت پسند ہے اور جو عادات اس کو آباد و اجداد سے ورثہ اور معاشرتی تعلیم کے ذریعے ملی ہوں ان کو وہ کبھی نہیں چھوڑتا بلکہ ان پر مرمٹنے کے لئے تیار ہوجاتا ہے۔ اس لئے وہ غلط اور قابلِ اصلاح رسوم و رواج جن کا تعلق لوگوں کی عزت و آبرو سے ہوتا ہے ان کو سب سے پہلے عملاً مٹانے کی ہمت گویا بظاہر اپنی بے عزتی اور بے آبروئی کے ہم معنی ہے اس لئے ملک کے بڑے بڑے مصلحین کسی ملکی رسم و رواج کی عملی اصلاح کی جرأت مشکل سے کرتے ہیں۔ محمد مصطفٰےؐ نے لوگوں کو مساوات کی تعلیم دی۔ عرب میں غلام سب سے زیادہ ذلیل سمجھے جاتے تھے۔ آپ نے مساوات، اخوتِ انسانی اور جنس کی برابری کی یہ عملی مثال پیش کی کہ ایک غلام کو اپنا متبنیٰ بنایا۔ عرب میں قبائل کی باہمی شرافت کی زیادتی وکمی کا اس درجہ لحاظ تھا کہ لڑائی میں بھی اپنے سے کم رتبہ پر تلوار چلانا عار سمجھا جاتا

Marfat.com

تھا کہ ذلیل خون اس کی تلوار کو ناپاک نہ کر دے۔ لیکن جب آپؐ نے یہ اعلان کیا کہ

"اے لوگو تم سب آدمؑ کے بیٹے ہو اور آدم مٹی سے بنا تھا۔ کالے کو گورے پر، گورے کو کالے پر، عجمی کو عربی پر اور عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں، تم میں افضل وہ ہے جو اپنے رب کے نزدیک سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔"

تو اس تعلیم نے دفعتاً بلند و پست، زیر و بالا، اعلیٰ و ادنیٰ، آقا و غلام، سب کو ایک سطح پر لا کر کھڑا کر دیا۔ لیکن ضرورت تھی عملی مثالوں کی۔ یہ مثال خود آپؐ نے پیش کی۔

اپنی پھوپھی زاد بہن کو جو قریش کے شریف خاندان سے تھیں، اپنے غلام سے بیاہا۔ منہ بولے بیٹے کا قاعدہ جب اسلام میں توڑا گیا تو سب سے پہلے زید بن محمدؐ، زید بن حارثہ کہلائے۔ منہ بولے بیٹے کی مطلقہ بیوی سے نکاح عرب میں ناجائز تھا مگر چونکہ یہ محض ایک لفاظی رشتہ تھا جس کو واقعیت سے کوئی تعلق نہ تھا اور اس رسم سے بہت سی خاندانی رقابتوں اور خرابیوں کی بنیاد عربوں میں قائم ہو گئی تھی اس لئے اس کا توڑنا ضروری تھا۔ لیکن

اس کے توڑنے کے لئے عملی مثال پیش کرنا انسان کی سب سے عزیز چیز آبرو سے تعلق رکھتا تھا، جو سب سے مشکل کام تھا۔ پیغمبر عربیؐ نے آگے بڑھ کر خود اس کی مثال پیش کی اور زید بن حارثہ کی مطلقہ بیوی حضرت زینبؓ سے شادی کر لی جس سے یہ رسم عرب سے ہمیشہ کے لئے مٹ گئی اور تبنّیٰ کی بیہودہ رسم سے ملک نے نجات پائی۔

پیغمبرِ اسلام اور معاشرہ

فرد کا معاشرے میں مقام کیا ہے؟ فرد اور معاشرے میں باہمی تعلق کیا ہے۔ ایک فرد معاشرے کی کن صورتوں میں خدمت کر سکتا ہے؟ معاشرے کی خدمت کے لئے کون سے ضروری اصول ہیں۔ ہمارے لئے کس قسم کا فرد قابلِ تقلید ہوگا؟

ایسے بہت سے سوالات ممکن ہیں جن کو ذہن میں لاکر فرد معاشرے کے باہمی تعلق اور باہمی اثرات کے مسائل سامنے آجاتے ہیں۔

انسانیت کے سامنے سب سے بڑا مسئلہ زندگی کا ایک خاص طرزِ عمل ہے جس پر چل کر ایک فرد معاشرے کا ایک تعمیری اور کارآمد فرد ثابت ہو۔ ایسے طرزِ عمل کے لئے انسان نے کافی سوچا ہے، کافی اصلاح کا کام کیا ہے، کافی فتوحات کی ہیں اور کافی سائنسی اور ثقافتی ترقی کی ہے اور نیز معاشرے نے ایسے افراد بھی پیدا کئے ہیں جنہوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ ان کا طرزِ عمل اس لئے قابلِ تقلید ہے کہ وہ خالقِ کائنات کے ہر اشارے پر عمل کرتے ہیں اور اس لئے ان پر کوئی عمل بھی ہو۔ خود غرضی، قبیلہ پروری اور قوم پرستی پر مبنی نہیں بلکہ انسانیت کے لئے پرخلوص کردار کا نمونہ ہے

2445۹

Marfat.com

ایسے لوگ فلاسفر، مصلحین، فوجی جرنیل، سائنسدان، آرٹسٹ اور پیغمبر کے ناموں سے یاد کئے جاتے ہیں۔

فلاسفر لوگ کردار پیش نہیں کرتے بلکہ کردار کی اہمیت کو واضح کرتے ہیں اور ایک آئیڈیل اور معیاری طرزِ عمل کی تلاش میں رہتے ہیں۔

مصلحین ایک معیاری کردار کو سامنے رکھ کر خود بھی اس کی پیروی کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی پیروی کی دعوت دیتے ہیں۔

فاتحین اور جنگجو افراد صرف قوت و جبروت سے کام لیتے ہیں اور پھر ملک میں ایسے قوانین نافذ کرتے ہیں جن کی وجہ سے ان کی حکومت اور وقار قائم رہے نہ کہ محکوم عوام کی بھلائی ہو۔

سائنسدان کسی قوم کی مادی ترقی میں دلچسپی رکھتے ہیں، اخلاقی اور روحانی ترقی ان کے پیشِ نظر نہیں ہوتی۔

آرٹسٹ لوگ قوم کی ثقافتی اور فنی ترقی میں مشغول رہتے ہیں کہ قوم نفیس سے نفیس تر حالات میں رہے اور افراد خوبصورت لباس و مکان استعمال کرتے رہیں۔ اخلاقی قدروں کا مسئلہ ان سب کے زیرِ غور نہیں آتا۔

یہ سب لوگ اگرچہ معاشرہ میں مقام حاصل کرتے ہیں اور معاشرہ کی بلانتہا خدمت کرتے ہیں مگر نہ ان کا کردار مثالی ہوتا ہے اور نہ یہ لوگ ایسا دعویٰ کرتے ہیں۔

Marfat.com

مثالی کردار صرف پیغمبروں کا ہوتا ہے جو وقتاً فوقتاً انسانی تاریخ میں ظاہر ہوئے ہیں اور جنہوں نے قوموں کے کردار پر کھری تنقید کی اور ان میں جو خرابیاں پیدا ہوئی تھیں ان کو دور کرنے کے لئے تکلیفیں اور مشقتیں برداشت کیں اور خود کو خدا کی طرف سے بھیجے ہوئے ثابت کرکے اپنے کردار کو بطور مثال پیش کیا۔

پیغمبر اسلامؐ حضرت محمد مصطفےٰؐ سے پہلے جتنے بھی پیغمبر آئے سب برحق ہیں اور ان کا کردار واقعی معیاری تھا مگر وہ یا تو صرف ایک قوم کے لئے ہوتے تھے یا صرف ایک خرابی کو دور کرنے کے لئے، یا صرف اصلاح کی خاطر یا غلامی سے آزاد کرنے کے لئے اور یا عدل و انصاف کی حکومت قائم کرنے کے لئے نہ ان کی زندگیوں میں جامعیت تھی نہ تاریخ نے ان کے حالات کو صحت کے ساتھ محفوظ رکھا ہے۔

چونکہ زندگی مادی، اخلاقی، روحانی اقدار کے مجموعے کا نام ہے اور اس کو اکائیوں میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا اس لئے زندگی کو صحیح طرز سے پیش کرنے کے ہر قسم کے انسانوں کے ساتھ تعلقات رکھنے ضروری ہیں اور نیز پیش کرنے والا زندگی کے ہر مرحلہ سے گزرا بھی ہو۔

آپ ملاحظہ فرمائیں۔ ہمارے رسولؐ یتیم رہے، غریب رہے، تاجر رہے، مسافر رہے، تکلیف میں رہے اور حاکم بھی رہے۔ اس لئے ان کو

حکومت و رعیت، شاہ و گدا، آقا و نوکر، باپ بیٹے، بھائی بہن، دوست و احباب اور نیز دوسری قوموں کے ساتھ تعلقات رکھنے کا پورا پورا علم ہوا۔ وہ صادق رہے، امین رہے، شجاع رہے، خود دار رہے، مددگار رہے۔ غرضیکہ ان کی زندگی ہر قسم کے انسانوں کے لئے ایک مثالی زندگی بن سکتی ہے کیونکہ زندگی کا کوئی ایسا گوشہ نہیں جو ان سے چھپا ہوا ہو۔

ان کے کردار کو تاریخ نے کمال طریقے سے محفوظ رکھا۔
ان کا کردار ہر لحاظ سے مکمل ہے اور
ان کا کردار سب کا سب قابل عمل ہے اس میں
ایسا کوئی عمل نہیں جو انسانی بس سے باہر ہو۔

ہمارے پیغمبرؐ نے فرد کو معاشرے میں ایک آزاد مگر عالمگیر قانون کا پابند بنا دیا اور اس کو اشرف المخلوقات کا مقام دیا۔

فرد اور معاشرے میں اخوت و بھائی چارے کا قانون رائج کیا۔

انہوں نے معاشرے کی ہر لحاظ سے خدمت کی، خود غرضی سے ہرگز کام نہ لیا۔

انہوں نے معاشرے کی خدمت کے لئے صرف ایک زرین اصول ہمارے لئے بطور مثال چھوڑ دیا اور وہ یہ ہے کہ جب معاشرے کی بہبود اور انسانیت کی خدمت کا سوال آ جائے تو جان و مال کی قربانی دی جائے۔

اس بناء پر صرف ایسا فرد ہی قابل تقلید ہو سکتا ہے۔ آئیے اس انسان کی زندگی کا بغور مطالعہ کریں اور پھر اس پر ہر حال میں عمل کریں۔

پیغمبر اسلام کا اخلاق

تو خلقِ عظیم پر ہے (قرآن مجید)

رسولؐ کے اخلاق کی تصویر حضرت عائشہؓ نے ان الفاظ میں کھینچی ہے۔ "کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن"۔ یعنی آپؐ کا خلق قرآنِ مجید ہے۔ قرآنِ مجید میں کوئی حکم ایسا نہیں ہے جس کی تفسیر عملی طور پہ آپؐ نے نہ فرما دی ہو۔ دیگر مذاہب میں خوش آئند نصائح کثرت سے ملتی ہیں لیکن ان مذاہب کے بانیوں نے خود عمل کر کے نہیں دکھایا کیونکہ ان کو اپنی زندگی میں خوش آئند نصائح پر عمل کرنے کا موقع نہیں ملا جس نے حوادثِ زندگی کا تجربہ نہیں کیا وہ دوسروں کے لئے عملی نمونہ نہیں بن سکتا۔ ہر اخلاقی صفت کے اظہار کے لئے مخصوص حالات کی ضرورت ہوتی ہے اور جب تک کوئی ان حالات سے دوچار نہ ہوا ہو وہ شخص ان صفات سے متصف ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ آپؐ کی زندگی میں ہر قسم کے حالات رونما ہوئے۔ اس لئے آپؐ کو مختلف صفات کے اظہار کا موقع ملا۔ اس لئے آپؐ کی حیاتِ طیبہ ہر شخص کے لئے ایک کامل نمونہ ہے۔

یتیم، تاجر، ہمسایہ، بیٹا، خاوند، مہاجر، فاتح، قاضی، مقنن، جنگ آزما، سپہ سالار، مدبر ملک بادشاہ، مرشد، ہادی، غرضیکہ تمام حالاتِ مختلفہ میں آپؐ کی زندگی ہر قسم کے لوگوں کے لئے کامل اسوہ ہے۔ اس لحاظ

Marfat.com

سے آپؐ تاریخِ عالم میں فرد فرید ہیں۔ دنیا کا کوئی آدمی بھی اپنے مذہب کے بانی کو اس حیثیت سے پیش نہیں کر سکتا کہ اس کی زندگی تمام لوگوں کے لئے اسوۂ حسنہ بن سکتی ہو۔ اگر کسی شخص کی زندگی میں شانِ عالمگیری نہیں پائی جاتی وہ عالمگیر اسوہ کس طرح قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس لحاظ سے آپؐ کی زندگی تمام انبیاء علیہم السلام سے ممتاز نظر آتی ہے اور آپؐ ان تمام اخلاقِ فاضلہ کے جامع ہیں جو انبیاء میں متفرق طور پر پائے جاتے ہیں۔

گفتگو

آپ کی گفتگو نہایت شیریں اور دلنشیں ہوتی تھی۔ آہستہ آہستہ گفتگو فرماتے ایک بات کو تین تین بار دہراتے تھے یعنی جس بات پر زور دینا ہوتا اس کا اعادہ فرماتے تاکہ سننے والوں کو یاد رکھنے میں آسانی ہو۔

بے ضرورت گفتگو نہ فرماتے۔ ہاتھ سے اشارہ کرتے تو پورا ہاتھ اٹھاتے کسی بات پر توجہ کا اظہار فرماتے تو ہتھیلی کا رُخ پلٹ دیتے۔ تقریر میں کبھی ہاتھ پر ہاتھ مارتے۔ آپؐ ہنستے بہت کم تھے، صرف تبسم فرماتے تھے۔

نفاست پسندی

آپؐ انتہائی نفاست پسند تھے۔ ایک شخص میلے کچیلے کپڑے پہنے

Marfat.com

دیکھا تو فرمایا کہ " اس سے اتنا نہیں ہوتا کہ کپڑے دھولیا کرے "۔

بعض اوقات مسلمان مسجد میں آتے تو دیواروں پر یا زمین پر تھوک دیتے۔ آپؐ اسے ناپسند فرماتے۔ اگر کہیں تھوک کا دھبہ دیکھتے تو درخت کی ٹہنی سے کھرچ دیتے تھے۔

بدبودار چیزوں مثلاً پیاز، لہسن اور مولی سے نفرت تھی۔ آپؐ صحابہ کو فرمایا کرتے تھے کہ مسجد میں آتے وقت ان چیزوں کو نہ کھایا کریں۔

سچائی

سچائی کو سب نیکیوں کی جڑ قرار دیا گیا ہے۔ اسی وجہ سے قرآنِ مجید نے صدق پر بہت زور دیا ہے۔ قرآنِ مجید میں ہے۔ " اے لوگو جو ایمان لائے ہو انصاف کو قائم رکھنے والے اللہ کے لئے (سچی) گواہی دینے والے رہو۔ گو معاملہ تمہاری ذات یا ماں باپ یا قریبیوں کے خلاف ہو۔ اگر امیر ہو یا غریب تو اللہ کا دونوں کی نسبت تم پر زیادہ حق ہے۔ سو تم خواہشات کی پیروی نہ کرو۔ اگر تم پیچدار بات کرو یا سچ سے اعراض کرو تو اللہ اس سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔

آپؐ کی سچائی سارے عرب میں مشہور تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپؐ نے دعوئ نبوت کیا تو کفار میں جو لوگ آپؐ سے واقف تھے۔ انہوں نے

Marfat.com

آپؐ کو کاذب یقیناً نہیں کہا بلکہ نعوذ باللہ آپؐ کو مجنوں، ساحر اور شاعر کہا۔

جب خدائے تعالیٰ نے رسولِ کریمؐ کو حکم دیا کہ اپنے اہلِ مکہ کو اسلام کی دعوت دو تو آپ نے ایک پہاڑ پر چڑھ کر پکارا۔ "یا معشر قریش!" جب سب لوگ جمع ہو گئے تو آپؐ نے فرمایا۔ "اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک لشکرِ جرار آرہا ہے تو کیا تم یقین کر لو گے ؟ " "سب نے کہا۔" ہاں۔ کیونکہ ہم نے کبھی آپؐ کو جھوٹ بولتے نہیں سنا۔"

قیصرِ روم نے دربار میں ابوسفیان سے پوچھا۔ "تمہارے ہاں ایک رسول نے دعویٰ نبوت کیا ہے۔ اس دعویٰ سے پہلے کبھی تم نے اس کو دروغ گو بھی پایا؟" ابوسفیان نے کہا۔ "نہیں۔"

ایفائے عہد

قرآن مجید نے ایفائے عہد کے متعلق تعلیم دی ہے۔

"اور جو لوگ اپنی امانتوں اور عہدوں کی حفاظت کرتے ہیں۔"

"اپنے عہد کو پورا کرو۔ ہر عہد کے متعلق بازپرس ہوگی۔"

"اے ایمان والو! اپنے اقراروں کو پورا کرو۔"

"اور اللہ کے عہد کو پورا کرو جب تم عہد کرلو اور قسموں کو مضبوط کرنے کے بعد مت توڑو۔ اور تم نے اللہ کو اپنے اوپر ضامن ٹھہرایا ہے۔"

"سو مومنوں کی شناخت یہ بھی ہے کہ وہ اپنے معاہدات کی پابندی کرتے ہیں تو اسے وفا بھی کرتے ہیں۔"

جب ہرقل قیصر روم نے ابوسفیان سے پوچھا۔ "کیا وہ مدعی نبوت عہد شکنی کرتا ہے۔" تو ابوسفیان نے جواب دیا۔ "نہیں۔"

Marfat.com

انصاف پسندی

انصاف پسندی کو شعار بنانا بہت مشکل ہے۔ جب فریقین میں سے ایک فریق اپنا دشمن ہو اور دوسرا دوست۔ لیکن قرآن مجید میں آیا ہے:

"یقیناً اللہ انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کسی فریق کی معاندانہ روش تم کو جادۂ انصاف سے منحرف کر دے۔ خبردار انصاف کو مدنظر رکھو۔ کیونکہ معدلت تقویٰ سے قریب ہے۔"

انصاف کے معاملے میں آپؐ ایسے اعلیٰ اصول پر قائم تھے کہ دشمن اور دوست میں کوئی فرق نہ کرتے تھے۔

ایک صحابی پر ایک یہودی کا قرض تھا۔ صحابی بالکل مفلس اور نادار تھا انہوں نے یہودی سے کچھ مہلت طلب کی لیکن وہ نہ مانا۔ ان کو پکڑ کر رسولِ کریمؐ کی خدمت میں لے گیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ اس کا قرض ادا کر دو۔

اس صحابی نے عذر کیا۔ آپؐ نے پھر فرمایا۔ انہوں نے پھر یہی جواب دیا۔ آپؐ نے پھر یہی حکم دیا کہ فوراً ادا کر دو۔ آخر اپنا تہبند اس یہودی کو قرض میں نذر کیا اور سر سے عمامہ کھول کر کمر سے لپیٹ لیا۔

اپنی وفات سے چند روز قبل آپؐ نے اعلان فرمایا کہ اگر آپؐ کے ذمہ کسی کا کچھ دینا ہو تو طلب کرے۔ سب لوگ خاموش رہے۔ ایک شخص

چند درہم کا متقاضی ہوا۔ فوراً وہ قلیل رقم ادا کر دی گئی۔

ایک مرتبہ آپؐ مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ ایک جماعت آپؐ کے گرد تھی۔ ایک شخص نے اپنے بدن کا سارا بوجھ آپؐ پر ڈال دیا۔ آپؐ نے پتلی سی چھڑی سے اسے ہٹا دیا لیکن چھڑی کی نوک سے اس کے چہرے پر خفیف سی خراش آ گئی۔ آپؐ نے فوراً اس سے فرمایا۔ مجھ سے انتقام لے سکتے ہو۔ اس نے کہا۔ "یارسولؐ اللہ! میں نے بطیب خاطر آپؐ کو معاف کیا۔"

Marfat.com

صفتِ ایثار

قرآن میں ہے "اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں محتاج اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں"۔

رسولِ کریمؐ کی زندگی میں ایثار ایک نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ آپؐ کو اپنی بیٹی سے بے حد محبت تھی۔ جب کبھی حضرت فاطمہؓ آپؐ سے ملنے آتی تھیں تو آپؐ فرطِ محبت سے کھڑے ہو جاتے تھے، پیشانی پر بوسہ دیتے تھے تاہم حضرت فاطمہؓ کی عسرت و تنگدستی کا یہ حال تھا کہ گھر میں کوئی خادمہ نہ تھی۔ خود چکی پیستی تھیں اور خود ہی پانی کی مشک بھر کر لاتی تھیں۔ ایک دن بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئیں، لیکن اپنی تکلیف بیان کرنے کی جرأت و ہمت نہ ہوئی۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے یہ حال آپؐ سے بیان کیا اور درخواست کی کہ فلاں غزوہ سے جو کنیزیں آئی ہیں ان میں سے ایک کنیز مل جائے۔

آپؐ نے فرمایا۔ اصحابِ صفہ کیلئے کوئی تسلی بخش انتظام نہیں ہو سکا اور جب تک اس طرف سے اطمینان نہ ہو جائے اس وقت تک میں کسی طرف توجہ نہیں کر سکتا۔

ایک دفعہ ایک غفاری آکر مہمان ہوا۔ رات کو کھانے میں صرف بکری کا دودھ تھا۔ وہ آپؐ نے مہمان کو دے دیا۔ اور آپؐ نے تمام رات فاقہ میں بسر کی۔ حالانکہ اس سے پہلی شب میں بھی آپؐ فاقہ سے تھے۔

Marfat.com

مہمان نوازی

مہمان نوازی کی صفت بھی آپؐ میں کمال کو پہنچی ہوئی تھی۔ مہمان نوازی میں کافر و مسلمان میں کوئی امتیاز نہ تھا۔ ایک مرتبہ ایک کافر مہمان ہوا۔ آپؐ نے اسے بکری کا دودھ دیا جسے وہ سارے کا سارا پی گیا۔ آپؐ نے اس کے لئے دوسری بکری کا دودھ منگایا، وہ بھی پی گیا۔ غرض سات بکریوں کا دودھ اس کو پلا دیا۔ جب تک وہ سیر نہ ہوا آپؐ پلاتے گئے۔

صحابہ میں سے سب سے مفلس اور نادار اصحابِ صفّہ تھے۔ وہ مسلمانوں کے مہمان عام تھے۔ لیکن ان کو زیادہ تر خود آپؐ ہی کے مہمان ہونے کا شرف حاصل ہوتا تھا۔

ایک صحابی کا بیان ہے کہ میں اور میرے دو رفیق اس قدر تنگ دست تھے کہ بھوک سے ان کی بینائی جاتی رہی۔ ہم نے لوگوں سے اپنے لئے گزارا کی درخواست کی لیکن کسی نے منظور نہ کی۔ آخر ہم رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ ہمیں گھر لے آئے اور تین بکریوں کو دکھا کر فرمایا کہ ان کا دودھ پیا کرو۔ چنانچہ ہم میں سے ہر ایک شخص دودھ دوہ کر اپنا اپنا حصہ پی لیا کرتا تھا۔

رسولِ کریمؐ نے مہمان نوازی کو اس قدر اہمیت دی ہے کہ اس کو ایمان

Marfat.com

کا ایک جزو قرار دیا اور فرمایا: کہ جو شخص خدا اور قیامت کے دن پر ایمان لاتا ہے اس کو چاہئے کہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے اور جو شخص خدا اور قیامت کے دن پر ایمان لاتا ہے اس کو چاہئے کہ اپنے مہمان کا جائزہ عزت کے ساتھ دے۔
کہا گیا۔ "یا رسول اللہ! اس کا جائزہ کیا ہے؟"
آپؐ نے فرمایا۔ "کہ ایک دن اور ایک رات۔ اور مہمانی تین دن کی ہے اس کے بعد مہمان پر صدقہ ہوگا۔"

Marfat.com

سخاوت

(۱) "اور ہم نے جو روزی دی ہے اس میں سے خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔"

(۲) "اور سوالی کو مت ڈانٹو۔" (قرآن)

آپؐ سائل کو کبھی رد نہ فرماتے۔ اگر کچھ بھی دینے کے لئے پاس نہ ہوتا تو سائل سے اس طرح عذر کرتے گویا اس شخص سے معافی طلب کر رہے ہوں۔ ایک شخص نے بارگاہِ نبوت میں آکر سوال کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ میرے پاس تو اس وقت کچھ نہیں۔ تم میرے نام پر قرض لے لو میں ادا کر دوں گا۔ حضرت عمرؓ نے کہا: "خدا نے آپؐ کو یہ تکلیف نہیں دی کہ طاقت سے بڑھ کر کام کریں۔" آپؐ خاموش رہے۔ ایک انصاری نے پاس سے کہہ دیا۔ "یا رسول اللہ! خوب داد و دہش کیجئے۔ رب العرش مالک ہے عسرت کا کیا ڈر ہے۔" آپؐ ہنس پڑے۔ روئے مبارک پر خوشی اور انبساط کی لہر دوڑ گئی اور فرمایا: "ہاں مجھے یہی حکم ملا ہے۔"

آپ فرمایا کرتے تھے۔ اگر کوئی شخص مقروض مر جائے اور کوئی مال نہ چھوڑ کر جائے تو ہم اسے ادا کریں گے۔ اور اگر کوئی مال چھوڑ کر مرے تو وہ حق وارثوں کا ہے۔

Marfat.com

ایک دفعہ ایک شخص آپؐ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور دیکھا کہ دور تک آپؐ کی بکریوں کا ریوڑ پھیلا ہوا ہے۔ اس نے درخواست کی۔ آپؐ نے سب کی سب بکریاں اس کو بخش دیں۔ اس شخص نے قبیلے میں جاکر کہا کہ اسلام قبول کرلو۔ محمدؐ ایسے فیاض ہیں کہ مفلس ہوجانے کی پرواہ نہیں کرتے۔

ایک مرتبہ عین اقامتِ نماز کے وقت ایک بدو آیا اور آپؐ کا دامن پکڑ کر کہا کہ میری ایک حاجت باقی رہ گئی ہے۔ خوف ہے کہ میں اس کو بھول نہ جاؤں اس کو پورا کردیجئے۔ چنانچہ آپؐ اس کے ساتھ تشریف لے گئے۔ اس کی حاجت پوری کرکے آئے اور نماز پڑھی۔

ایک بار عصر کی نماز پڑھ کر خلافِ معمول گھر کے اندر تشریف لے گئے اور پھر فوراً باہر نکل آئے۔ لوگوں کو تعجب ہوا۔ آپؐ نے فرمایا۔ مجھ کو نماز میں خیال آیا کہ کچھ سونا گھر میں ہے۔ گمان ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ رات ہوجائے اور سونا گھر میں پڑا رہ جائے۔ اس لئے جاکر اس کو خیرات کردیا۔

شرم و حیا

ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ پردہ نشین لڑکی سے بڑھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حیا تھی۔ شرم و حیا کا اثر آپ کی ایک ایک ادا سے ظاہر ہوتا تھا۔ جب کوئی ایسی بات حضور کے سامنے کی جاتی جس کو آپ ناپسند فرماتے تو چہرے سے فوراً معلوم ہو جاتا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ اگر کسی شخص کی کوئی حرکت نبی کریم کو پسند نہ آتی تو اس کا نام لے کر منع نہ فرماتے بلکہ عام الفاظ میں اس وقت اس حرکت و فعل سے منع فرما دیتے تھے۔

اس زمانے میں عرب میں بیت الخلاء نہ تھے۔ لوگ میدانوں میں رفع حاجت کے لئے جاتے اور پردہ نہیں کرتے تھے۔ آمنے سامنے بیٹھ کر ہر قسم کی باتیں کرتے رہتے تھے۔ آپ نے اس کی سخت ممانعت کی اور فرمایا خدا اس سے ناراض ہوتا ہے۔

حیا اسلام کا ایک مخصوص اخلاقی وصف بن گیا ہے۔ اس وجہ سے آپ نے فرمایا کہ ہر دین کا ایک خاص خلق ہوتا ہے اور اسلام کا خلق حیا ہے۔

ایک اور حدیث میں آپ نے فرمایا "ایمان کی ساٹھ سے کچھ اوپر شاخیں ہیں۔ اور حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے"۔

Marfat.com

عفو و بُردباری

"پس ان کو معاف کر اور درگزر کر بیشک اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو چاہتا ہے۔" (قرآن)

رسول کریمؐ عفو کی صفت سے اس قدر متصف تھے کہ دنیا میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ آپؐ کو قرآن میں یہ حکم دیا جاتا ہے: خُذِ العَفوَ۔ جس کی تفسیر یوں بتائی گئی ہے کہ اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ جو شخص تم کو محروم کرتا ہے اسے تم دو اور جو شخص تم پر ظلم کرتا ہے اسے معاف کرو۔ عفو کی تعلیم دینے والے دنیا میں بہت گزرے ہیں لیکن اس صفت کو اپنے عمل سے ظاہر کرنے والے بہت کم ہیں۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے کبھی کسی سے اپنے ذاتی معاملہ میں انتقام نہیں لیا سوائے اس صورت کے کہ اس نے احکام الہٰی کی توہین کی ہو۔

عفو کی بے نظیر مثال فتح مکہ کے دن نظر آتی ہے۔ وہ دشمن جنہوں نے آپؐ کو ہر قسم کی تکلیف دی، سوشل بائیکاٹ کر کے شعب ابیطالب میں محصور کر دیا، قتل کے منصوبے بنائے، جب وہ مغلوب ہو کر سامنے آتے ہیں تو آپؐ ان سب کو معاف کر دیتے ہیں۔

Marfat.com

ایک شخص نے رسول کریمؐ سے آکر پوچھا کہ یا رسول اللہ اپنے خادم کا کتنا قصور معاف کر دوں۔ آپؐ پہلے تھوڑی خاموش رہے۔ اس نے پھر یہی سوال پوچھا۔ تب آپؐ نے فرمایا۔ ہر روز ستر دفعہ اس سے آپؐ کی تعداد کی تحدید مقصود نہیں بلکہ عفو کی کثرت۔

بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ عفو کرنے سے رعب و وقار ختم ہو جاتا ہے، غلط بات ہے۔ غصے سے عارضی طور پر ماتحتوں پر رعب بیٹھ جاتا ہے لیکن پائیدار عزت کسی کے دل میں نہیں بیٹھتی۔ اس لئے آپؐ نے فرمایا۔ "اور اللہ تعالیٰ اس شخص کو جو درگزر سے کام لیتا ہے عزت میں بڑھاتا ہے۔

دنیا میں بہت ہی کم آدمی ملیں گے جو اپنے دشمنوں پر رحم اور ان سے عفو اور درگزر سے کام لیں۔ لیکن رسولِ کریمؐ میں اس وصف کی فراوانی تھی۔

وحشی نے رسول کریمؐ کے عزیز ترین چچا حضرت حمزہؓ کو جنگِ اُحد میں قتل کیا۔ فتح مکہ کے بعد وہ طائف بھاگ گیا۔ جب طائف نے بھی سرِ اطاعت خم کیا تو وحشی کے لئے یہ جائے امن نہ رہا۔ لیکن اس نے سنا تھا کہ رسولِ کریمؐ سفراء سے کسی قسم کا تعرض نہیں کرتے۔ ناچار وہ خود بارگاہِ رحمت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کر لیا۔ آپؐ نے صرف اس قدر فرمایا

Marfat.com

کہ میرے سامنے نہ آیا کرو، تم کو دیکھ کر چچا کی یاد آتی ہے۔

کفارِ مکہ نے آپؐ اور آپؐ کے رفقاء کو تین سال شعب ابی طالب میں رکھا غلّہ کا ایک دانہ اندر نہ پہنچ سکتا تھا۔ بچے بھوک سے بلبلاتے تھے لیکن ان کے پتھر دلوں میں جذبۂ رحم مفقود ہو چکا تھا۔ رحمتِ عالمؐ نے اس کے معاوضہ میں قریش کے ساتھ یہ سلوک کیا کہ مکّہ میں غلّہ یمامہ سے آیا کرتا تھا وہاں کا سردار مسلمان ہو گیا۔ کفّار نے تبدیلِ مذہب پر طعنہ دیا۔ انہوں نے کہا خدا کی قسم، تم لوگوں کو رسول اللہؐ کی اجازت کے بغیر ایک دانہ بھی مکّہ میں نہیں جانے دوں گا۔ اس بندش سے مکّہ میں اناج کا قحط پڑ گیا۔ آخر گھبرا کر قریش آپؐ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضورؐ نے کہلا بھیجا کہ بندش اٹھا لو۔ چنانچہ غلہ پھر بدستور آنے لگا۔

Marfat.com

کفّار اور مشرکین سے حسنِ سلوک

غیر مذاہب کے لوگ الزام لگاتے ہیں کہ جب تک اسلام ضعیف تھا۔ اس وقت تک محبت و آشتی کی تعلیم دیتا رہا۔ اس لئے چند ایسے واقعات اس زمانہ کے حسن سلوک کے بیان کئے جاتے ہیں جب اسلام کو پورا غلبہ حاصل ہو چکا تھا۔

حضرت ابوہریرہ کی والدہ کافرہ تھیں۔ مدینہ میں بیٹے کے ساتھ رہتی تھیں۔ جہالت میں رسول کریمؐ کو گالیاں دیتی تھیں۔ ابوہریرہ نے آپؐ کی خدمتِ اقدس میں بیان کیا۔ آپؐ نے بجائے غیظ و غضب کے ان کی والدہ کے لئے دعا فرمائی۔

عبداللہ بن ابی سلول رئیس المنافقین سے ہمیشہ حسن سلوک سے پیش آتے۔ حالانکہ وہ ہمیشہ مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتا رہتا تھا۔ مخالفوں کو مسلمانوں کے مخفی رازوں کی خبر دیتا رہتا تھا۔ آپؐ اس کے تمام حالات سے واقف تھے پھر بھی اس کو ہمیشہ دامنِ عفو میں پناہ دیتے رہے۔

Marfat.com

یہود و نصاریٰ کے ساتھ برتاؤ

ایک دفعہ ایک یہودی نے بر سرِ بازار کہا۔ "قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰؑ کو تمام انبیاء پر فضیلت دی ہے۔ ایک صحابی سن رہے تھے۔ انہوں نے پوچھا۔ کیا محمدؐ سے بھی برتر ہیں؟ ۔یہودی نے کہا۔ ہاں۔ انہوں نے یہودی کے منہ پر زور سے طمانچہ مارا۔ وہ یہودی سیدھا آپؐ کے پاس آیا اور واقعہ عرض کیا۔ آپؐ نے صحابی پر اظہار ناراضی کیا۔

ایک یہودی لڑکا بیمار ہوا۔ آپؐ اس کی عیادت کے لئے گئے اور اسلام کی دعوت دی۔ اس نے باپ کی طرف دیکھا، گویا باپ کی رضامندی دریافت کی۔ باپ نے کہا۔ جو آپؐ فرماتے ہیں اس پر عمل کر۔ چنانچہ اس نے کلمہ پڑھا۔

ایک دفعہ سرِراہ ایک یہودی کا جنازہ گزرا تو آپؐ کھڑے ہو گئے۔ ایک دفعہ چند یہودی آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سلام علیکم کی بجائے السام علیکم (تم پر موت ہو) کہا۔ حضرت عائشہؓ نے غصہ سے جواب دیا۔ لیکن پیکرِ رحمت نے روکا اور فرمایا۔ "عائشہ بدزبان نہ ہو، نرمی کرو۔ اللہ ہر بات میں نرمی پسند کرتا ہے۔"

نصاریٰ کا وفد نجران سے مدینہ میں آیا۔ آپؐ نے ان کی مہمان داری فرمائی۔ مسجدِ نبوی میں ان کو جگہ دی۔ مسجد میں ہی اپنے طریق پر انہیں نماز پڑھنے کی اجازت دی۔

Marfat.com

غریبوں پر شفقت

خلق عمیم میں امیر و غریب، شاہ و فقیر میں کوئی تمیز نہ تھی۔ سب پر ابرِ شفقت یکساں برستا تھا۔

ایک دفعہ تقاضائے بشریت سے آپؐ کا فعل اس کے خلاف ہوا تو خداوند تعالیٰ کی طرف سے بازپرس ہوئی۔ مکہ کا واقعہ ہے کہ رسولِ کریمؐ چند اکابرِ قریش کو دعوتِ اسلام دے رہے تھے کہ اتفاق سے عبداللہ ابن ام مکتوم جو آنکھوں سے معذور تھے آنکلے۔ وہ بھی آپؐ سے باتیں کرنے لگے۔ رؤسائے قریش کو یہ برابری ناگوار گزری۔ آپؐ نے اس امید پر کہ شاید رؤسا اسلام کی سعادت قبول کرلیں۔ ابن ام مکتوم کی طرف توجہ نہ دی۔ لیکن خدا کو یہ امتیاز پسند نہ آیا اور آیت نازل ہوئی:

"پیغمبرؐ نے ترش روئی کی اور منہ پھیر لیا کہ اس کے پاس ایک اندھا آیا ہے (اے پیغمبرؐ) تجھے کیا خبر کہ شاید وہ تیری باتوں سے پاک ہو جائے۔"

رسولِ کریمؐ ان نابینا صحابی کو ساتھ لے کر حرم میں نماز پڑھنے جاتے تھے اور کفار دیکھ کر استہزاءً کہتے تھے: "یہی وہ لوگ ہیں جن پر خدا نے ہم لوگوں کو چھوڑ کر احسان کیا ہے۔"

Marfat.com

آپؐ ان کی استہزاء کو بطیبِ خاطر برداشت کرتے تھے۔ رسول کریمؐ اکثر دعا فرمایا کرتے تھے۔ "خداوندا! مجھے مسکین زندہ رکھ مسکین اٹھا اور مسکینوں ہی کے ساتھ میرا حشر کر"۔

رسولِ کریمؐ نے ایک دن حضرت عائشہؓ سے فرمایا: "اے عائشہ! کسی مسکین کو اپنے دروازے سے نامراد نہ پھیرو۔ گو چھوہارے کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔ اے عائشہ! غریبوں سے محبت رکھ اور ان کو اپنے نزدیک کرو۔ تو خدا بھی تم کو اپنے سے نزدیک کرے گا"۔

حضرت جریر روایت کرتے ہیں کہ ایک دن ہم لوگ رسول کریمؐ کی خدمتِ اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک مسافر قبیلہ حاضرِ خدمت ہوا۔ ان کی ظاہری حالت بہت خراب تھی۔ آپؐ ان کی یہ حالت دیکھ کر بہت متأثر ہوئے اضطراب میں آپؐ گھر کے اندر گئے، پھر باہر آئے۔ حضرت بلالؓ کو اذان کے لئے حکم فرمایا۔ نماز کے بعد آپؐ نے خطبہ دیا اور لوگوں کو ان مفلسوں کی مدد کے لئے آمادہ کیا۔

Marfat.com

بچوں پر شفقت

آپؐ بچوں سے بہت پیار کرتے تھے۔ آپؐ کا معمول تھا کہ سفر سے تشریف لاتے تو راستے میں جو بچے ملتے، ان میں سے کسی ایک کو اپنے ساتھ سواری پر بٹھا لیتے۔ بچوں کو خود سلام کرتے۔

ایک دن خالد بن سعد بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئے، ان کی چھوٹی بچی بھی ان کے ساتھ تھی۔ آپؐ نے اسے فرمایا۔ "سنہ سنہ" حبشی زبان میں حسنہ کو سنہ کہتے ہیں۔ وہ بچی مہرِ نبوت سے کھیلنے لگی۔ خالد نے اسے ڈانٹا۔ رسولِ کریمؐ نے روکا اور کہا کہ کھیلنے دو۔

حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ فرماتے تھے: "جب میں نماز شروع کرتا ہوں اور دفعتہً اگر صف سے کسی بچے کے رونے کی آواز آتی ہے تو نماز کو مختصر کر دیتا ہوں کہ اس کی ماں کو تکلیف ہو گی"۔

آپؐ کا معمول تھا کہ کوئی فصل کا نیا میوہ آپؐ کی خدمت میں پیش کرتا تو حاضرین میں سے سب سے کم عمر والے بچے کو عنایت فرماتے۔ بچوں کو چومتے اور ان سے پیار کرتے۔ ایک دفعہ آپؐ اسی طرح پیار کر رہے تھے کہ باہر سے ایک بدو آیا اور کہنے لگا "تم لوگ بچوں کو پیار کرتے ہو میرے دس بچے ہیں۔ میں نے اب تک کسی سے پیار نہیں کیا"۔ آپؐ نے

Marfat.com

فرمایا۔" اللہ تعالیٰ اگر تمہارے دل سے محبت چھین لے تو میں کیا کروں"۔

جابر بن سمرہ صحابی اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے رسول کریمؐ کے پیچھے نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہو کر آپؐ گھر کی طرف چلے تو میں بھی ساتھ ہو لیا۔ ادھر سے چند اور بچے بھی آپؐ کے پاس آ گئے۔ آپؐ نے سب سے پیار کیا اور مجھے بھی پیار کیا۔

ہجرت کے موقع پر جب آپؐ مدینہ میں داخل ہوئے تو انصار کی چھوٹی چھوٹی بچیاں خوشی خوشی گھروں سے نکل کر گیت گا رہی تھیں۔ جب آپؐ گزرے تو فرمایا۔" اے بچیو! کیا تم مجھے پیار کرتی ہو؟" سب نے کہا۔" ہاں۔ یا رسول اللہ۔" آپؐ نے فرمایا۔" میں بھی تمہیں پیار کرتا ہوں"۔

یہ شفقت اور پیار کی بارش صرف مسلمان بچوں پر ہی نہیں برستی تھی بلکہ مشرکین کے بچے بھی اس سے اسی طرح لطف اندوز ہوتے تھے۔

ایک دفعہ ایک غزوہ میں چند بچے مارے گئے۔ آپؐ کو خبر ہوئی تو آپؐ آزردہ ہوئے۔ ایک صحابی نے عرض کیا" یا رسول اللہ! وہ مشرکین کے بچے تھے"۔ آپؐ نے فرمایا" مشرکین کے بچے بھی تم سے بہتر ہیں۔ خبردار بچوں کو قتل نہ کرو۔ خبردار بچوں کو قتل نہ کرو۔ ہر جان خدا کی فطرت پر پیدا ہوتی ہے"۔

Marfat.com

غلاموں پر شفقت

رسول کریمؐ غلاموں پر خصوصیت کے ساتھ شفقت فرماتے۔ فرمایا کرتے تھے کہ یہ تمہارے بھائی ہیں۔ جو خود کھاتے ہو ان کو کھلاؤ۔ جو خود پہنتے ہو ان کو پہناؤ۔

آپؐ کی ملکیت میں جو غلام بھی آتا آپؐ اس کو ہمیشہ آزاد کر دیتے تھے حضرت زید بن حارثہ آپؐ کے غلام تھے۔ آپؐ نے ان کو آزاد کر دیا۔ ان کا والد ان کو لینے آیا مگر انہوں نے جانے سے انکار کر دیا۔

غلاموں کو لفظ غلام سے تکلیف محسوس ہوتی تھی اس وجہ سے آپؐ فرمایا کرتے تھے "میرا غلام، میری لونڈی نہ کہا کرو بلکہ میرا بچہ اور میری بچی کہا کرو۔ غلام بھی اپنے آقا کو خداوند نہ کہیں بلکہ آقا کہیں"۔

رسول کریمؐ نے مرض الموت میں بھی آخری وصیت یہ فرمائی تھی کہ:

" غلاموں کے معاملے میں خدا سے ڈرنا"

ایک دفعہ ابو مسعود انصاری اپنے غلام کو مار رہے تھے کہ آواز آئی۔ " ابو مسعود! تم کو جس خدا نے اس غلام پر اختیار دیا ہے اس خدا کو اس سے زیادہ تم پر اختیار ہے"۔ ابو مسعود نے مڑ کر دیکھا تو رسول کریمؐ تھے۔ ابو مسعود نے غلام کو آزاد کر دیا۔

Marfat.com

خواتین کے ساتھ برتاؤ

"عورتوں کے ساتھ اچھے طریقے سے برتاؤ کرو۔" قرآن"

انسانی سوسائٹی کی خوشی کا معیار اس کے گھروں کی مجموعی خوشی پر ہے۔ گھر تہذیب میں بنیاد کا کام دیتا ہے۔ اس لئے رسول کریمؐ نے مرد اور عورت کے صحیح مرتبہ اور ان کے باہمی تعلقات پر پوری پوری روشنی ڈالی۔

آپؐ کی بعثت سے قبل عورت کو ایک کنیز کا مرتبہ دیا جاتا تھا۔ جائیداد کا ایک حصہ سمجھی جاتی تھی۔ بچیوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔ آپؐ نے عورت کو سوسائٹی میں ایک بلند مقام بخشا۔

آپؐ فرماتے ہیں: "عورت اپنے خاوند کے گھر اور اس کی اولاد پر حاکم ہے"۔

ایک صحابی کو آپؐ نے فرمایا: "تیرے جسم پر تجھ کو حق ہے اور تیری روح کا تجھ پر ایک حق ہے اور تیری بیوی کا تجھ پر ایک حق ہے"۔

بیوی کے ساتھ نیک سلوک بلند اخلاق کا معیار ٹھہرایا گیا ہے۔

"تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی سے بہترین سلوک کرتا ہے۔ میں تم سب لوگوں سے زیادہ اچھا اپنی بیوی سے سلوک کرتا ہوں"۔

حجتہ الوداع کے موقع پر خطبہ میں آپؐ نے فرمایا: "اے لوگو!

Marfat.com

تمہارے کچھ حقوق بیویوں پر ہیں۔ اور ایسے ہی ان کے حقوق تم پر ہیں۔ وہ وہ تمہارے ہاتھ اللہ تعالیٰ کی امانتیں ہیں، سو تم ان کے ساتھ مہربانی کا سلوک کرو۔

رسولِ کریمؐ کی صحبت میں چونکہ ہر وقت مردوں کا ہجوم رہتا تھا عورتوں کو نصائح سننے کا کوئی موقع نہیں ملتا تھا۔ مستورات نے آکر درخواست کی تو آپؐ نے ان کے لئے ایک خاص دن مقرر کر دیا۔

ایک دفعہ حضرت عائشہ کے گھر میں آپؐ منہ ڈھانپ کر سوئے ہوئے تھے۔ عید کا دن تھا۔ لڑکیاں گا رہی تھیں۔ حضرت ابوبکر آئے تو ان کو ڈانٹا آپؐ نے فرمایا "ان کو گانے دو۔ یہ ان کی عید کا دن ہے۔"

Marfat.com

یتامیٰ و بیوگان پر شفقت

رسول کریمؐ یتامیٰ اور بیوگان پر ہمیشہ دستِ شفقت رکھتے، اور صحابہ کو بھی ان سے شفقت سے پیش آنے کی تلقین فرماتے تھے۔

ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا۔ "میں اور یتیم کا متکفل خواہ یتیم کے رشتہ داروں میں سے ہو یا اجنبیوں میں سے، بہشت میں یوں ہونگے"۔ یہ آپؐ نے اپنی انگشتِ سبابہ و وسطیٰ کے درمیان کچھ کشادگی کرکے فرمایا تھا جس سے مراد یہ تھا کہ میں اور یتیم کا متکفل قریب قریب ہوں گے۔

حضرت ابو امامہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: "جو شخص محض خدا کے لئے کسی یتیم کے سر پہ ہاتھ پھیرتا ہے اس کے ہر بال کے بدلے میں جن پہ اس کا ہاتھ پھرتا ہے اس کے لئے نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ جو شخص کسی یتیم لڑکے یا لڑکی کے ساتھ جو اس کی کفالت میں ہو نیکی کرتا ہے میں اور وہ بہشت میں ان دو انگلیوں کی مانند ہونگے"۔ آپؐ نے سبابہ اور وسطیٰ کو اشارہ فرمایا۔

Marfat.com

حیوانات پر رحمت و شفقت

رسولِ کریمؐ کی رحمت و شفقت کی بارش صرف انسانوں پر ہی نہ ہوتی تھی بلکہ حیوانات پر بھی ہوتی تھی۔

رسولِ کریمؐ نے حیوانات پر ظلم کے جو طریقے عرب میں چلے آتے تھے، موقوف کرا دیئے۔ زندہ جانور کے بدن سے گوشت کا ٹکڑا کاٹ کر پکایا جاتا تھا اس کو منع فرمایا۔ جانوروں کو باہم لڑانا بھی ناجائز قرار دیا۔ عرب لوگ کسی جانور کو باندھ کر تیر اندازی کی مشق کیا کرتے تھے۔ اس کو منع کیا۔ جانور کی دم اور بال کاٹنے سے منع کیا۔

ایک دفعہ ایک گدھا راستہ میں نظر آیا جس کا چہرہ داغا گیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا "جس نے اس کا چہرہ داغا ہے اس پر خدا کی لعنت ہے"۔ اگر علامت یا بعض دیگر ضرورتوں کی وجہ سے اونٹوں اور بکریوں کو داغنا پڑتا تو آپؐ ان اعضاء کو داغتے جو نازک نہیں ہوتے۔

Marfat.com

پرندوں پر شفقت

ایک دفعہ آپؐ کسی سفر میں جا رہے تھے رستے میں ایک مقام پر پڑاؤ کیا وہاں ایک پرندے نے انڈا دیا ہوا تھا۔ ایک شخص نے وہ انڈا اٹھالیا۔ پرندہ بیقرار ہو کر پھڑپھڑانے لگا۔ آپؐ نے دریافت فرمایا۔ "اس پرندے کا انڈا چھین کر کس نے اس کو اذیت پہنچائی ہے۔" اس شخص نے جواب دیا "یا رسول اللہؐ یہ حرکت مجھ سے ہوئی ہے۔" آپؐ نے فرمایا: "انڈا فوراً وہیں رکھ دو۔"

ایک صحابی رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کے ہاتھ میں چادر میں لپٹے ہوئے کسی پرندے کے بچے تھے۔ آپؐ کے دریافت فرمانے پر انہوں نے بتایا کہ ایک جھاڑی سے یہ بچے اٹھائے ہیں۔ ان بچوں کی ماں نے جب دیکھا تو وہ میرے سر پر منڈلانے لگی۔ آپؐ نے فرمایا:

"جاؤ اور ان بچوں کو وہیں رکھ آؤ جہاں سے اٹھاتے تھے۔"

Marfat.com

رقیق القلبی

مالک بن خویرت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ رحمدل اور رقیق القلب تھے۔
حضرت زینب کا بچہ فوت ہونے لگا تو انہوں نے رسول اللہؐ کو کہلا بھیجا لوگ بچے کو ہاتھوں پر اٹھا کر آپؐ کے پاس لے آئے۔ بچہ نزع کی حالت میں تھا۔ بچے کو اس حالت میں دیکھ کر آپؐ بے اختیار رو پڑے۔ حضرت سعد نے تعجب سے کہا۔ "یا رسول اللہ! یہ کیا؟" آپؐ نے فرمایا۔" خدا ان بندوں پر رحم کرتا ہے جو اوروں پر رحم کرتے ہیں۔

Marfat.com

دکھ اور تکلیف کی برداشت

انسان کا بہترین جوہر قوتِ برداشت ہے۔ وہی شخص دنیا میں ترقی کر سکتا ہے جو ایذاؤں اور دکھوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنے کے لئے تیار ہو۔ یہ وصف آپؐ میں بدرجۂ اتم موجود تھا۔ ذاتی طور پر آپؐ کو بہت صدمات اٹھانے پڑے۔ آپؐ کی ساری اولاد سوائے حضرت فاطمہؓ کے آپؐ کی آنکھوں کے سامنے فوت ہوئی لیکن آپؐ نے نہایت صبر سے کام لیا۔ کوئی کلمۂ شکایت وشکوہ آپؐ کی زبان پر نہیں آیا۔

آپؐ کے پیارے بیٹے حضرت ابراہیم جب فوت ہوئے تو آپؐ نے فرمایا کہ "دل میں غم ہے۔ آنکھوں میں آنسو ہیں، مگر اپنے رب کی قضا پر ہم راضی ہیں"۔

دعوتِ اسلام میں آپؐ کو دکھوں اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ دشمنوں سے گالیاں سنیں، ساحر، کاہن، مجنوں کہلوایا، اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے عزیز واقارب کو قتل ہوتے ہوئے دیکھا مگر یہ سب کچھ خدا کی راہ میں برداشت کرتے رہے۔ اور انتقام کا خیال تک دل میں نہ لائے۔

عزم واستقلال

دکھوں اور مصیبتوں میں جس عزم اور استقلال کا نمونہ آپؐ نے دکھایا اس پر آپؐ کے دشمن بھی عش عش کر اٹھتے ہیں۔

آپؐ کی زندگی کا ایک ایک کارنامہ آپؐ کے عزم واستقلال کا مظہر ہے۔ عرب کے کفرستان میں ایک بے یار و مددگار شخص دعوتِ اسلام کی آواز بلند کرتا ہے۔ اپنے اور بیگانے حق کی آواز کو دباتے کیلئے تل جاتے ہیں لیکن مصیبت کی زبردست لہر بھی آپؐ کے پائے عزم واستقلال میں لغزش پیدا نہ کرسکی۔ رؤسائے مکہ نے آپؐ کے سامنے حکومت، تخت، زرو جواہر کے خزانے اور حسین سے حسین بیوی کی پیش کش کی لیکن آپؐ نے حقارت سے تمام پیش کشوں کو ٹھکرا دیا۔ پھر ایک وقت وہ بھی آیا آپؐ کے ہمدرد چچا نے بھی ساتھ چھوڑنا چاہا۔

یہ عزم واستقلال کا آخری امتحان تھا۔ اس وقت آپؐ نے فرمایا "پیارے چچا، اگر قریش میرے داہنے ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند رکھ دیں تب بھی توحید کی منادی سے باز نہ آؤں گا۔

مکہ سے نکل کر طائف کا ارادہ کیا کہ شاید وہ لوگ آپؐ کی آواز پر کان دھریں لیکن وہاں بھی امید بر نہ آئی۔ انہوں نے آپؐ کو پتھر مار مار کر زخموں سے

چور اور نڈھال کر دیا لیکن ان ناکامیوں نے ذرہ بھر بھی آپؐ کی آخری کامیابی کے یقین کو متزلزل نہ کیا۔ حج کے ایام میں ایک ایک آدمی کے پاس گئے اور پیغامِ حق پہنچایا۔

آخر ایک وقت وہ بھی آیا جب آپؐ کے قتل کا منصوبہ تیار کر کے دشمنوں نے آپؐ کے گھر کا محاصرہ کیا۔ آپؐ تب بھی گھبرائے نہیں بلکہ اکیلے باہر نکلے اپنے ایک ساتھی کو ساتھ لے کر غار میں پناہ لی۔ جب دشمن برہنہ تلواروں کو لے کر غار کے منہ پر پہنچا تب بھی لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا کہہ کر مژدۂ جانفزا سناتے ہیں۔ غرض نازک سے نازک حالات میں بھی آپؐ کے عزم و استقلال میں ذرا بھر فرق نہ آیا۔

Marfat.com

شجاعت

شجاعت انسانیت کا اعلیٰ جوہر اور اخلاق کا سنگِ بنیاد ہے۔ یہ وصف آپؐ کی ذاتِ اقدس میں بدرجہ اتم موجود تھا۔ کبھی بھی دشمن کا خوف دل میں جاگزیں نہیں ہوا۔ جب مکہ میں کفار آپ کو قتل کرنے کے منصوبے بنا رہے تھے تب بھی دن کو اور رات کی تاریکی میں باہر نکلتے تھے۔ تمام دوستوں کو مکہ سے رخصت کر کے پھر خود ہجرت کی۔ جب غزوات پیش آئے تو آپؐ نے سب سے بڑھ کر بہادری کا ثبوت دیا۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جب بدر میں زور کا رن پڑا تو ہم لوگ آپؐ ہی کی آڑ میں پناہ لیتے تھے۔ آپؐ سب سے زیادہ شجاع تھے۔ مشرکین کی صف سے آپؐ سے زیادہ کوئی قریب نہ تھا۔

جنگِ اُحد میں جب ساری فوج دشمن کے نرغہ میں آگئی تو آپ نے نہایت درجہ کی شجاعت سے آواز دے کر سب کو اکٹھا کیا۔

غزوۂ حنین میں ہوازن کے تیر اندازوں کی تیر اندازی کی وجہ سے مسلمانوں کی کثیر التعداد فوج میدان سے بھاگ نکلی لیکن آپؐ معہ چند جانثاروں کے بدستور میدانِ کارزار میں ڈٹے رہے اور بلند آواز سے کہہ رہے تھے: "میں اللہ کا رسولؐ ہوں۔"

Marfat.com

ڈاکہ کا خطرہ ہوا تو سب سے پہلے گھوڑے کی برہنہ پشت پر سوار ہو کر تمام خطروں کے مقامات میں گشت لگا آئے اور واپس آکر لوگوں کو تسلی دی کہ خطرہ کی کوئی بات نہیں۔

کسی سفر میں آپ ایک درخت کے نیچے لیٹے ہوئے تھے کہ ایک دشمن تلوار لے کر آپ کے سر پر آن پہنچا اور جگا کر کہنے لگا۔ "اب کون تم کو میرے ہاتھ سے بچا سکتا ہے"۔ آپ ذرا بھر بھی نہیں گھبرائے اور نہایت پُر رعب آواز میں کہا۔ "اللہ!" دشمن کے ہاتھ سے تلوار نیچے گر پڑی۔ تب آپ نے اسی تلوار کو اٹھا کر اس سے کہا۔ "اب تم کو میری تلوار کی کاٹ سے کون بچا سکتا ہے؟"۔ اس نے عاجزی کا اظہار کیا تو آپ نے اسے کچھ نہ کہا اور چھوڑ دیا۔

Marfat.com

مساوات

آپ کی نظر میں امیر، غریب، آقا، غلام، اپنا، بیگانہ سب برابر تھے۔ غزوۂ بدر میں دوسرے قیدیوں کے ساتھ آپؐ کے چچا حضرت عباسؓ بھی گرفتار ہو کر آئے تھے۔

اسیروں کو زرِ فدیہ لے کر رہا کیا جاتا تھا۔ بعض انصار نے اس وجہ سے کہ حضرت عباس آپؐ کے قریبی رشتہ دار ہیں، عرض کی "یا رسول اللہ! اجازت دیجیئے کہ ہم حضرت عباس کا زرِ فدیہ معاف کر دیں" آپؐ نے فرمایا۔ "نہیں ایک درہم بھی معاف نہ کرو۔"

ایک دفعہ رسول کریمؐ کی خدمتِ اقدس میں صحابہ بیٹھے ہوئے تھے۔ اتفاق سے داہنی طرف حضرت عبداللہ بن عباس بیٹھے ہوئے تھے جو بہت کمسن تھے۔ بائیں جانب بڑے بڑے مسن صحابہ بیٹھے تھے کہ کہیں سے دودھ کا پیالہ آگیا۔ آپؐ نے نوش فرما کر عبداللہ بن عباس سے کہا کہ اگر اجازت دو تو میں بائیں جانب کے لوگوں کو دوں۔ حضرت عبداللہ بن عباس نے کہا میں اس عطیہ میں ایثار نہیں کر سکتا۔ چونکہ وہ داہنی جانب تھے اس وجہ سے ان کا ہی زیادہ حق تھا۔ آپؐ نے حضرت عبداللہ کو ہی دودھ پینے کو دیا۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول کریمؐ میرے مکان پر

Marfat.com

تشریف لائے۔ پانی مانگا۔ میں نے بکری کا دودھ پیش کیا۔ مجلس کی ترتیب یہ تھی کہ حضرت ابوبکرؓ بائیں جانب، حضرت عمرؓ سامنے اور بدو داہنے جانب تھا۔ آپؐ نے دودھ پی لیا تو حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی بقیہ دودھ ان کو عنایت ہو۔ آپؐ نے فرمایا۔ پہلے داہنی طرف والے کا حق ہے۔ یہ کہہ کر دودھ بدو کو عنایت فرمایا۔

صحابہ جب سب مل کر کام کرتے تو ہمیشہ رسول کریمؐ ان کے ساتھ شریک ہو جاتے۔ مدینہ میں آپؐ جب تشریف لائے تو مسجد نبوی کی بنیاد رکھی۔ آپؐ نے صحابہ کے ساتھ مل کر عام مزدوروں کی طرح کام کیا۔ غزوۂ احزاب کے موقع پر بھی خندق کی کھدائی میں برابر شریک تھے۔

ایک سفر میں کھانا تیار نہ تھا۔ تمام صحابہ نے کھانا تیار کرنے کے لئے ایک ایک کام بانٹ لیا۔ جنگل سے لکڑی اکٹھا کرنے کا کام رسول کریمؐ نے اپنے ذمہ لیا صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ کام ہم خدام خود کرلیں گے۔ آپؐ نے فرمایا۔ مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ میں اپنے کو تم سے ممتاز کردوں۔ خدا اس بندے کو پسند نہیں کرتا جو اپنے ساتھیوں میں ممتاز بنتا ہے۔

غزوۂ بدر میں سواریوں کی کمی تھی۔ تین تین آدمیوں کے لئے ایک ایک اونٹ تھا۔ لوگ باری باری سوار ہوتے تھے۔ رسول کریمؐ بھی عام آدمیوں کی طرح ایک اونٹ میں دو دو آدمیوں کے ساتھ شریک تھے۔

Marfat.com

انکساری و تواضع

آپؐ گھر میں ازواج مطہرات کے ساتھ مل کر ان کے فرائض خانگی ادا کرتے۔ کپڑوں میں پیوند لگاتے، اپنی کفش کی مرمت خود ہی کر لیتے۔ غلاموں کی دعوت بھی قبول فرماتے اور ان کے ساتھ ہی بیٹھ کر کھانا کھانے میں احتراز نہ کرتے، بازار سے سودا سلف لاتے، دودھ دوہ لیتے، مریضوں کی عیادت کرتے، صحابہ کے ساتھ اس طرح بیٹھتے کہ امتیازی حیثیت کی بنا پر کوئی آپؐ کو پہچان نہ سکتا۔ کسی مجمع میں جاتے تو جہاں جگہ مل جاتی بیٹھ جاتے۔

رسول کریمؐ اپنے متعلق جائز تعظیمی الفاظ بھی پسند نہ فرماتے تھے۔ ایک بار ایک صحابی نے آپؐ کو یوں خطاب کیا۔ "اے ہمارے آقا اور ہمارے آقا کے بیٹے اور ہم میں سب سے اچھے آدمی کے بیٹے۔" آپؐ نے فرمایا۔ "خبردار بہی گناہ کے مرتکب نہ ہونا، مبادا شیطان تم کو بہکا دے۔ میں محمد بن عبداللہ اور رسول اللہ ہوں۔ دیگر ہیچ۔"

ایک دفعہ ایک شخص نے آپؐ کو "خَیْرُ الْبَرِیَّۃ (اے بہترین خلق)" کہہ کر خطاب کیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ "میں نہیں ہوں بلکہ حضرت ابراہیمؑ خیر البریۃ ہیں۔"

عبداللہ بن الشخیر راوی ہیں کہ بنی عامر کی سفارت کے ساتھ جب ہم لوگ بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئے تو ہم نے عرض کی "حضورؐ ہمارے آقا ہیں۔" آپؐ نے

ارشاد فرمایا۔ "آقا خدا ہے"۔ پھر ہم لوگوں نے عرض کی: "آپؐ ہم میں سب سے افضل اور سب سے برتر ہیں"۔ فرمایا۔ "بات کرو تو پہلے دیکھ لو کہ شیطان تم کو نہیں ورغلا رہا"۔

مدینہ منورّہ میں ایک عورت تھی جس کے دماغ میں کچھ فتور تھا ایک مرتبہ بارگاہِ نبوّت میں حاضر ہوئی اور کہا۔ "اے محمد! مجھ کو تم سے کچھ کام ہے"۔ فرمایا۔ "جہاں کہو تمہارے ساتھ چل سکتا ہوں"۔ وہ آپؐ کو ایک گلی میں لے گئی اور وہیں بیٹھ گئی۔ آپؐ بھی اس کے ساتھ بیٹھ گئے اور جو کام تھا انجام دیدیا۔

ایک دفعہ آپؐ کے ایک صحابی مخرمہ نے اپنے بیٹے مسعود سے کہا کہ جاؤ اور نبی کریمؐ سے اپنے حصہ کی چادر لے آؤ۔ جب وہ وہاں پہنچا تو معلوم ہوا کہ آپؐ چادریں تقسیم فرما کر مکان کے اندر تشریف لے گئے ہیں۔ چنانچہ مسعود واپس چلے گئے اور باپ کو بتایا۔ باپ نے کہا۔ "جاؤ انہیں آواز دے لو"۔ بیٹے نے کہا۔ "میں ایسی گستاخی کس طرح کر سکتا ہوں"۔ انہوں نے کہا۔ "بیٹے! رسول کریم درشت مزاج نہیں ہیں"۔ چنانچہ بیٹے نے جاکر دستک دی۔ آپؐ باہر تشریف لائے اور ان کا حصہ ان کو عنایت فرمایا۔

ایک دفعہ سفر میں صحابہ نے ایک بکری ذبح کی۔ تقسیم کار کے دوران آپؐ نے فرمایا۔ "میں جنگل سے لکڑیاں اکھٹی کر کے لاؤں گا"۔ صحابہ نے عرض کی کہ "آپؐ تکلیف نہ کریں"۔ آپؐ نے فرمایا۔ "میں تمہارے اور اپنے درمیان

Marfat.com

کوئی امتیاز قائم نہیں کرنا چاہتا۔"

ایک دفعہ آپؐ اپنے مکان کی مرمت کر رہے تھے کہ دو صحابہ تشریف لائے اور شریکِ کار ہو گئے۔ جب کام ختم ہو گیا تو آپؐ نے ان کے لئے دعا فرمائی اور شکریہ ادا کیا۔

ایک دفعہ ایک شخص آپؐ سے ملنے آیا لیکن نبوت کا رعب اس قدر طاری ہوا کہ لرزنے لگا۔ آپؐ نے فرمایا: "گھبراؤ نہیں، میں بادشاہ نہیں، ایک قریشی عورت کا بیٹا ہوں، جو سوکھا گوشت پکا کر کھاتی رہی تھی۔"

ایک دفعہ رسول کریمؐ گھر سے باہر تشریف لائے تو لوگ آپؐ کے لئے تعظیماً اٹھ کھڑے ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا: "اہلِ عجم کی طرح تعظیم کے لئے نہ اٹھو۔"

کسی کی انکساری اور فروتنی کا سخت امتحان اس وقت درپیش ہوتا ہے جب کسی کے گرد تعریف کرنے والوں کا مجمع ہوتا ہے لیکن آپؐ کا وصف انکساری تو اور بھی اجاگر ہوتا ہے جب آپؐ فاتحانہ شان سے مکہ میں دس ہزار قدسیوں کے ساتھ داخل ہوتے ہیں۔ اس وقت آپؐ نے اپنا سرِ اقدس اس قدر جھکا لیا تھا کہ قریب قریب کجاوہ سے مل گیا تھا۔

Marfat.com

زہد و قناعت

رسولِ کریمؐ کی مہمات فرائض میں سے رہبانیت کو ختم کرنا بھی تھا جس کی بناء پر آپؐ نے فرمایا تھا۔

"لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْاِسْلَامِ۔ اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔"

اسی بناء پر اگرچہ آپؐ نے کبھی کبھی اچھے کھانے اور اچھے کپڑے بھی استعمال کئے ہیں لیکن آپؐ فطرتاً زخارف دنیوی سے نفرت فرماتے تھے۔

رسولِ کریمؐ دعا فرمایا کرتے تھے :۔

"اے اللہ ! ایک دن بھوکا رہوں، ایک دن کھانے کو ملے، بھوک میں تیرے سامنے گڑگڑایا کروں، تجھ سے مانگا کروں اور کھا کر تیری حمد و ثنا کیا کروں۔"

رسولِ کریمؐ فرمایا کرتے تھے "آدمؑ کے بیٹے کو ان چند چیزوں کے سوا کسی اور چیز کی ضرورت نہیں : رہنے کے لئے گھر، ستر پوشی کے لئے کپڑا اور شکم پروری کے لئے روٹی اور پانی۔"

آپؐ کے گھر میں اکثر فاقہ رہتا۔

آپؐ اور آپؐ کے اہل و عیال مسلسل کئی کئی رات بھوکے رہ جاتے تھے کیونکہ رات کا کھانا میسّر نہیں ہوتا تھا۔

Marfat.com

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ تمام عمر یعنی مدینہ کے قیام سے وفات تک آپؐ نے کبھی دو وقت سیر ہو کر روٹی نہیں کھائی۔

مسلسل دو دو ماہ تک گھر میں آگ نہیں جلتی تھی۔ حضرت عائشہؓ نے یہ واقعہ بیان کیا تو عروہ بن الزبیر نے پوچھا کہ آخر کس چیز پہ گزارہ فرماتے تھے بولیں۔ پانی اور کھجور، البتہ کبھی کبھی ہمسائے والے بکری کا دودھ بھیج دیتے تھے تو پی لیتے تھے۔

آپؐ نے تمام عمر کبھی چپاتی کی صورت نہیں دیکھی۔

ایک دفعہ ایک شخص بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوا اور کہا سخت بھوکا ہوں۔ آپؐ نے ازواج مطہرات میں سے کسی کے ہاں کہلا بھیجا کہ کچھ کھانے کو بھیج دو۔ جواب آیا کہ پانی کے سوا اور کچھ نہیں۔ غرضیکہ تمام ازواج سے دریافت فرمایا کسی سے بھی پانی کے سوا کھانے کی کوئی چیز نہ ملی۔

حضرت انس کا بیان ہے کہ میں ایک دن رسول کریمؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپؐ نے شکم کو کپڑے سے باندھا ہوا ہے۔ سبب پوچھا تو کسی صحابی نے کہا کہ بھوک کی وجہ سے۔

ایک دفعہ صحابہ نے آپؐ کی خدمت میں فاقہ کشی کی شکایت کی اور پیٹ کھول کر دکھایا جس پہ پتھر بندھے ہوئے تھے۔ آپؐ نے شکم مبارک کھول کر دکھایا تو اس پہ بھی دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔

نبی کریمؐ نے جب انتقال فرمایا تو اس وقت آپؐ کی زرہ ایک یہودی کے پاس بعوض غلہ جَو کے رہن تھی۔

نبی کریمؐ کی جب اس دنیا میں آخری شب تھی تو حضرت عائشہ نے پڑوسن سے چراغ کے لئے تیل منگوایا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آپؐ کا بستر موٹی اون کا تھا جس کو میں زمین پر دوہرا کر کے بچھا دیتی تھی اور آپؐ اس پر استراحت فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ میں نے ان کی چادر کو چار تہ کر کے بچھا دیا۔ صبح کو آپ نے بیدار ہو کر دریافت فرمایا کہ رات کس قسم کا بستر تھا۔ میں نے واقعہ بیان کیا تو ارشاد فرمایا پہلے کی طرح دو تہ ہی رہنے دو۔ چار تہ کی راحت نے میری نماز میں خلل ڈال دیا ہے۔

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ قناعت و زہد کی یہ تمام صورتیں اختیاری تھیں۔ لاچاری نہ تھی۔ آپؐ کے ایک ادنیٰ سے اشارہ پر ہر قسم کا عیش و آرام میسّر ہو سکتا تھا۔

عفت و عصمت

رسول کریمؐ نے کبھی کسی عورت کو جس کے آپؐ مالک نہ ہوں نہیں چھؤا۔ رسول کریمؐ فرماتے ہیں کہ ایامِ جاہلیت کی رسوم میں سے میں نے کسی رسم میں حصہ نہیں لیا۔ صرف دو دفعہ ارادہ کیا مگر اللہ تعالیٰ نے خود ہی بچا لیا۔ دس سال کی عمر میں میں نے اس چرواہے کو جس کے ساتھ میں بکریاں چرایا کرتا تھا۔ کہا۔ اگر تم میری بکریاں سنبھالے رکھو تو میں مکہ (اندرونی آبادی) جاؤں اور کہانیاں سن آؤں۔ اس ارادہ سے شہر آیا۔ پہلے گھر ہی پہنچا تھا کہ جہاں دف و مزامیر بج رہے تھے۔ اس گھر میں شادی تھی۔ میں اسے دیکھنے لگا تو نیند نے غلبہ کیا۔ میں سو گیا۔ جب سورج نکلا تو آنکھ کھلی۔ ایک دفعہ پھر ایسی ہی نیت سے آیا تو پھر اسی طرح نیند آگئی اور وقت گزر گیا۔

ان دو واقعات کے سوا میں نے کبھی کسی مکروہ رسم کا ارادہ تک نہیں کیا۔

ابو العباس فرماتے ہیں کہ کسریٰ، خسرو پرویز نے تو اپنے ایامِ زندگی کو اس طرح تقسیم کر رکھا تھا کہ خنک ہوا چلے تو خوابِ راحت، آسمان ابر آلود ہو تو شکار، موسم بہار اور بارش ہو تو شراب نوشی اور لہو و لعب، اگر مطلع صاف ہو تو ضروریاتِ سلطنت اور دیگر مشاغل۔ لیکن رسول کریمؐ

نے اپنی حیاتِ مبارک کے تین حصے کر رکھے تھے۔ ایک حصہ خدا کی عبادت وطاعت کے لئے۔ ایک حصہ گھریلو امور کے لئے اور ایک راحت وآرام کے لئے۔ جس حصہ کو آپؐ نے راحت وآرام کے لئے رکھا تھا اس میں بھی لوگوں کی ضروریات پوری کرتے تھے۔

سادگی اور بے تکلفی

کھانے، پینے، پہننے، اوڑھنے، اٹھنے، بیٹھنے کی چیزیں تکلف نہ تھا۔ جو کھانا سامنے آتا تناول فرما لیتے۔ پہننے کے لئے جو موٹا کپڑا مل جاتا پہن لیتے تھے۔ فرش پر چٹائی پر جہاں جگہ مل جاتی بیٹھ جاتے تھے۔

آپؐ کے لئے آٹے کی بھوسی بھی صاف نہیں کی جاتی تھی۔

لباس میں آرائش ونمائش سے طبعاً نفرت فرماتے تھے۔

جس مکان میں آپؐ رہتے تھے وہ نہایت سادگی سے بنا ہوا تھا۔ کچی اینٹ اور گارے کے چھوٹے چھوٹے کمرے تھے۔ ان کے اندر سامان کوئی نہ تھا۔ صرف ایک چارپائی، ایک پانی کی ٹھلیا اور بس۔

امانت

قرآن مجید میں ہے :

۱۔ اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ (میں تمہارے لئے امانتدار قاصد ہوں)

۲۔ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِاَمٰنٰتِھِمْ وَعَھْدِھِمْ رَاعُوْنَ۔

(اور جو ان امانتوں اور وعدوں کا پاس رکھتے ہیں)

۳۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا۔

(اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے مالکوں کے حوالے کر دیا کرو)

رسولِ کریمؐ اپنی امانت کی وجہ سے تمام عرب میں مشہور تھے جس کی وجہ سے ان کا نام اَلْاَمِیْن ہوگیا تھا۔ نضیر بن الحرث نے خود اپنے ساتھیوں کو جب وہ آپؐ کے خلاف مشورے کر رہے تھے کہا۔ " محمدؐ تم میں سے ایک لڑکا تھا۔ سب سے پسندیدہ ، بات میں سب سے سچا ، امانت میں سب سے بڑھ کر اور جب وہ بوڑھا ہوگیا ہے اور تمہارے پاس پیغام لایا ہے تو تم اسے ساحر کہتے ہو۔ خدا کی قسم وہ ساحر نہیں ۔

ہجرت کی رات کو کفار نے آپؐ کو قتل کرنے کا مشورہ کیا۔ آپؐ نے حضرت علی کو اس لئے پیچھے چھوڑا تاکہ ان کی امانتوں کو ادا کرکے

Marfat.com

مدینہ آئیں طبرانی کبیر میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا۔ "جس میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں۔ جس کو عہد کا پاس نہ ہو اس میں دین نہیں۔ اس ہستی کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کسی بندہ کا اس وقت تک دین درست نہ ہوگا جب تک اس کی زبان درست نہ ہو۔ اور اس کی زبان درست نہ ہوگی جب تک اس کا دل درست نہ ہو اور جو کوئی ناجائز راہ سے مال پائے گا اور اس میں خرچ کرے گا تو اس کو اس میں برکت نہیں دی جائیگی اور اگر اس میں سے خیرات کرے گا تو قبول نہیں ہوگی۔ جو مال اس میں سے بچ رہے گا وہ اس کے دوزخ کی طرف سفر کا توشہ ہوگا۔

بری چیز بری چیز کا کفارہ نہیں بن سکتی۔ البتہ اچھی چیز اچھی چیز کا کفارہ ہوتی ہے۔

ایک دفعہ ایک صحابی نے رسولِ کریمؐ سے مشورہ کیا تو آپؐ نے فرمایا۔

"جس سے مشورہ چاہا جائے اس کو امانت سپرد کی جاتی ہے"۔

اس حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جس شخص سے مشورہ لیا جائے اس کو چاہئے کہ رائے ایمانداری سے دے۔

ایک اور حدیث ہے۔ آپؐ نے فرمایا: "اَلْمَجَالِسُ بِالْاَمَانَۃِ" یعنی مجالس امانت کے ساتھ ہوں۔ اس میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ ایک جگہ کی بات دوسری جگہ پہنچا کر فتنہ کا سبب نہ بننا چاہئے۔

ستائش سے نفرت

"مت خیال کرو کہ جو لوگ خوش ہوتے ہیں اپنے اعمال پر اور چاہتے ہیں کہ لوگ ان کی باتوں کے متعلق تعریف کریں جو ان سے سرزد نہیں ہوئیں کہ وہ عذاب سے بچ جائیں گے۔"

(قرآنِ مجید)

اپنی تعریف سے آپ کو دلی نفرت تھی اور کبھی گوارا نہ کرتے تھے کہ کوئی شخص آپؐ کی شان میں ستائش آمیز کلمات کہے۔ کیونکہ شرک کی طرف پہلا قدم انبیاء، صلحاء کی مبالغہ آمیز تعظیم و ستائش ہے۔ اسی وجہ سے آپؐ نے فرمایا۔ "میری اس قدر مبالغہ آمیز تعریف نہ کیا کرو جس قدر نصاریٰ ابن مریمؑ کی کرتے ہیں۔ میں تو خدا کا بندہ اور اس کا رسولؐ ہوں۔"

قیس بن سعد کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حیرہ گیا۔ وہاں لوگوں کو دیکھا کہ رئیسِ شہر کے دربار میں جاتے ہیں تو اس کو سجدہ بجا لاتے ہیں انہوں نے رسولِ کریمؐ کی خدمت میں یہ واقعہ بیان کیا اور عرض کی کہ "آپؐ کو سجدہ کیا جائے تو آپؐ اس کے زیادہ سزاوار ہیں۔" آپؐ نے فرمایا۔ "تم میری قبر پر سے گزرو گے تو کیا اسے سجدہ کرو گے؟" کہا "نہیں"۔ فرمایا "تو زندگی میں بھی سجدہ نہیں کرنا چاہیئے۔"

Marfat.com

ایک دفعہ اسود بن صریع نے آپؐ کی خدمت میں آکر عرض کی کہ میں نے خدا اور اس کے رسولؐ کی شان میں چند اشعار تحریر کئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ "بشیک خدا کو ساری تعریفیں سزاوار ہیں۔" اسود نے قصیدہ پڑھنا شروع کیا۔ اسی اثنا میں کوئی شخص آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ نے اسود کو خاموش کر دیا۔ جب وہ چلا گیا تو اس نے پھر شروع کیا، وہ شخص پھر وارد ہوا۔ آپؐ نے پھر اسود کو خاموش کرا دیا۔ غرضیکہ تین مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ اسود نے کہا حضورؐ یہ کون شخص ہے جس کی وجہ سے آپؐ نے مجھے ہر بار خاموش کرا دیا۔ آپؐ نے جواب دیا۔ یہ وہ شخص ہے جو بیہودہ بات سننی پسند نہیں کرتا۔

ایک شخص بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوا۔ دورانِ گفتگو اس نے کہا: "جو خدا چاہے اور جو آپ چاہیں۔" آپؐ نے فرمایا۔ "تم نے مجھے خدا کا شریک اور ہمسر ٹھیرایا۔ کہو کہ جو خدا تنہا چاہے۔"

ایک دفعہ آپؐ وضو کر رہے تھے۔ جو پانی آپؐ کے بدن سے گرتا تھا صحابہ اس کو چلّو میں لے کر بدن پر مل لیتے۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کہ تم یہ ایسا کیوں کر رہے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ خدا اور اس کے رسولؐ کی محبت میں۔ ارشاد ہوا کہ کوئی اس بات کی خوشی حاصل کرنا چاہے کہ وہ خدا اور اس کے رسولؐ سے محبت رکھتا ہے تو اس کو چاہئے کہ جب باتیں کرے ہمیشہ سچ بولے، جب امین بنایا جائے۔ امانت ادا کرے اور کسی کا پڑوسی ہے تو ہمسائیگی کو اچھی طرح نبھائے۔

Marfat.com

اپنے ہاتھ سے کام کرنا

رسول کریمؐ خود اپنے ہاتھ سے کام کرنا پسند فرماتے تھے۔

حضرت عائشہؓ ابو سعید خدری اور امام حسن سے روایت ہے کہ کَانَ یَخْدِمُ لِنَفْسِہٖ یعنی آپؐ اپنے کام کو خود اپنے ہاتھ سے انجام دیتے تھے۔

ایک شخص نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ آپؐ گھر میں کیا کیا کرتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ گھر کے کام کاج میں مصروف رہتے ہیں، کپڑوں کو پیوند لگا لیتے ہیں، جھاڑو دے لیتے ہیں، دودھ دوہ لیتے ہیں، بازار سے سودا سلف خرید لاتے ہیں، جوتی گانٹھ لیتے ہیں، ڈول میں ٹانکے لگا لیتے ہیں، اونٹ کو اپنے ہاتھ سے باندھ لیتے ہیں، اس کو چارہ دیتے ہیں اور غلام کے ساتھ مل کر آٹا گوندھ لیتے ہیں۔

ایک دفعہ مسجدِ نبوی میں کسی نے ناک صاف کیا۔ آپؐ نے خود اپنے دستِ مبارک سے ایک کنکر لے کر اس کو کھرچ ڈالا اور آئندہ کے لیے لوگوں کو اس فعل سے منع فرمایا۔

مسجد قبا اور مسجد نبوی کی تعمیر اور خندق کے کھودنے کے موقع

پر عام مزدوروں کی طرح کام کیا۔ ایک سفر میں صحابہ نے ایک بکری ذبح کی اور پکانے کے لئے کام آپس میں بانٹ لیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ میں جنگل سے لکڑیاں لاؤں گا۔

دو صحابہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم آپؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپؐ مکان کی مرمت فرما رہے ہیں۔ ہم بھی کام میں شریک ہو گئے۔ جب کام ختم ہوا تو آپؐ نے ہمارے لئے دعائے خیر فرمائی۔

ایک سفر میں آپؐ کی جوتی کا تسمہ ٹوٹ گیا۔ آپؐ نے اسے خود مرمت کرنا چاہا۔ ایک صحابی نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! میں ٹانک دیتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ یہ تو شخص پسندی ہے جو میں پسند نہیں کرتا۔

Marfat.com

دوسروں کے کام کرنا

رسول کریمؐ نے خباب بن ارت کو کسی لڑائی میں بھیجا۔ ان کے گھر کوئی مرد نہ تھا اور عورتوں کو دودھ دوہنا نہیں آتا تھا، اس بنا پر آپؐ ہر روز اس کے گھر جاتے اور دودھ دوہ دیا کرتے تھے۔

حبش سے مہمان آئے۔ صحابہ کرام نے چاہا کہ وہ ان کی خدمت گزاری کریں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ انہوں نے میرے دوستوں کی خدمت کی ہے اس وجہ سے میں خود ان کی خدمت گزاری کروں گا۔

مدینہ کی لونڈیاں آپؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتیں اور کہتیں۔" یا رسول اللہؐ! میرا یہ کام ہے۔" آپؐ فوراً اٹھتے اور ان کا کام کر دیتے تھے۔

مدینہ میں ایک پاگل عورت تھی۔ ایک دن وہ بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئی۔ آپؐ کا دستِ مبارک پکڑ لیا۔ آپؐ نے فرمایا" اے عورت مدینہ کی جس گلی میں تو چاہے بیٹھ۔ میں تیرا کام کر دوں گا۔" چنانچہ آپؐ اس کے ساتھ ایک گلی میں بیٹھ گئے اور اس کی ضرورت کو پورا کیا۔

عبداللہ بن ابی اوفی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ بیوہ، مسکین کے ساتھ چل کر ان کا کام کر دیتے تھے۔ آپؐ کو اس میں کوئی عار نہ تھا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک بدو مسجد میں آیا۔ آپؐ نماز کے لئے کھڑے

Marfat.com

ہوئے۔ بدو نے آپؐ کا دامن تھام لیا اور کہا "میرا ذرا سا کام رہ گیا ہے، ایسا نہ ہو کہ میں بھول جاؤں، پہلے اس کو کریں۔" آپؐ اس کے ساتھ فوراً مسجد سے باہر نکل آئے۔ اس بدو کا کام انجام دے کر نماز ادا کی۔

عبداللہ بن عوف روایت کرتے ہیں کہ جب کبھی آپ یتامیٰ اور بیوگان کے ساتھ ہوتے تو عاجز نہ ہوتے بلکہ مردانہ ہمّت کے ساتھ ان کی اعانت فرماتے مدینہ کی لڑکیاں عموماً آپؐ سے طالبِ امداد ہوتیں۔ آپؐ بطیبِ خاطر ان کے کاموں کو سرانجام دیتے۔

Marfat.com

امارت پسندی سے اجتناب

آپؐ کی طبیعت بچپن ہی سے امارت پسندی سے متنفر تھی۔ آپؐ فرمایا کرتے تھے۔ "گھر میں ایک بستر اپنے لئے، ایک بیوی کے لئے اور ایک مہمان کے لئے کافی ہے۔ چوتھا شیطان کا حصہ ہے۔"

ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی دعوت کی اور گھر میں ہی کھانا بھجوا دیا۔ حضرت فاطمہ نے کہا۔ "اگر رسول اللہؐ بھی تشریف لاتے اور ہمارے ساتھ کھانا کھاتے تو بہتر ہوتا۔" حضرت علی گئے اور آپؐ کو ساتھ لے آئے۔ جب آپؐ دروازے پر پہنچے تو یہ دیکھ کر کہ گھر کے دروازوں پر پردے لٹکے ہوئے ہیں، واپس چلے گئے۔ حضرت علی نے واپسی کی وجہ دریافت کی تو آپؐ نے فرمایا: "یہ پیغمبرؐ کی شان کے خلاف ہے کہ وہ آرائشی مکان میں داخل ہو۔"

ایک دفعہ کسی نے کمخواب کی قبا آپؐ کے لئے بھیجی۔ آپؐ نے پہن لی مگر پھر کچھ خیال آیا اور اتار کر حضرت عمر کے پاس بھیج دی۔ حضرت عمر روتے ہوئے آئے اور کہا۔ "یا رسول اللہؐ! جس چیز کو آپؐ ناپسند کرتے ہیں وہ مجھے دیتے ہیں۔" آپؐ نے فرمایا۔ "میں نے استعمال کے لئے نہیں بلکہ فروخت کے لئے بھیجی ہے۔ چنانچہ حضرت عمر نے اس کو ایک ہزار درہم

Marfat.com

میں فروخت کر دیا۔

آپؐ اکثر موٹے کپڑے پہنتے اور انہی کپڑوں میں آپؐ نے وفات پائی۔

۹ ھ میں جب تمام عرب پر اسلامی حکومت تھی۔ آپؐ کے گھر میں صرف ایک چارپائی اور ایک چمڑے کا سوکھا مشکیزہ تھا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب آپؐ نے وفات پائی تو تھوڑے سے جَو کے سوا کھانے کے لئے گھر میں کچھ نہ تھا۔

ایک دفعہ ایک بوریئے پر آپؐ آرام فرما رہے تھے۔ جب آپؐ اٹھے تو لوگوں نے دیکھا کہ آپؐ کے پہلو پر نشان پڑ گئے ہیں۔ لوگوں نے عرض کی "یا رسول اللہ! کیا ہم لوگ کوئی گدا آپؐ کے لئے بنوا کر حاضر کریں" ارشاد ہوا۔ "مجھ کو دنیا سے کیا غرض، مجھ کو دنیا سے اس قدر تعلق ہے جس قدر اس مسافر کو جو تھوڑی دیر کے لئے راہ میں کسی درخت کے سایہ میں آرام کرتا ہے پھر اس کو چھوڑ کر آگے بڑھ جاتا ہے"

جس طرح آپؐ خود سادگی سے زندگی بسر کرتے تھے اسی طرح آپؐ اپنے اہل و عیال کو بھی سادہ زندگی بسر کرنے کی تلقین فرماتے تھے۔

ایک دفعہ حضرت فاطمہ کے گلے میں سونے کا ہار دیکھا تو فرمایا:

"کیا تم کو یہ ناگوار نہ ہوگا کہ جب لوگ یہ کہیں گے کہ رسول اللہؐ کی بیٹی گلے میں ہار پہنتی ہیں"

Marfat.com

سوال سے نفرت

رسولِ کریمؐ کو گداگری اور سوال سے سخت نفرت تھی۔ آپؐ فرماتے ہیں: "جنگل میں جا کر لکڑیاں کاٹ لانا اور انہیں فروخت کر کے پیٹ پالنا گداگری سے بدرجہا بہتر ہے۔"

ایک مرتبہ ایک صحابی بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوا اور سوال کیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ "تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟" اس نے عرض کی۔ "ایک پیالہ اور ایک بستر ہے۔" آپؐ نے فرمایا۔ "جاؤ دونوں چیزیں لے آؤ۔" وہ گیا اور پیالہ اور بستر لے آیا۔ آپؐ نے صحابہ سے خطاب کیا اور فرمایا۔ "کیا تم میں سے کوئی شخص ان چیزوں کا خریدار ہے۔" ایک شخص نے کہا۔ "میں ایک درہم دے سکتا ہوں۔" آپؐ نے فرمایا۔ "کوئی شخص اس سے زیادہ دے سکتا ہے؟" دوسرے نے کہا۔ "میں دو درہم دے سکتا ہوں۔" آپؐ نے قیمت وصول کی اور اس صحابی سے فرمایا۔ "جاؤ ایک درہم آج کی خوراک کے لئے ہے، دوسرے درہم کی رسی خرید لو، اور جنگل میں جا کر لکڑیاں جمع کرو۔" دو ہفتے بعد وہ صحابی حاضرِ خدمت ہوا۔ آپؐ نے دریافت فرمایا۔ "تمہارا کیا حال ہے؟" اس نے کہا۔ "خدا کا شکر ہے، اب تو میرے پاس پندرہ درہم ہیں۔" آپؐ نے فرمایا۔ "نصف رقم سے کپڑے خرید لو اور نصف سے اناج

Marfat.com

لے آؤ تاکہ آسائش میسّر ہو، اور اب بتاؤ کونسی صورت پسند آئی، بھیک مانگنا یا محنت کرکے پیٹ پالنا، اور قیامت کے دن گداگری کا داغ لے کر خُدا کے حضور میں آنا۔"

ایک دفعہ چند انصار آپؐ کی خدمت میں آکر طالب امداد ہوئے۔ آپؐ نے ان کی امداد فرمائی کیونکہ آپؐ کی عادت تھی کہ آپؐ کبھی سائل کو محروم نہ جانے دیتے تھے۔ چند روز بعد وہی لوگ پھر بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئے اور اس وقت آپؐ کے پاس ان کو دینے کے لئے کچھ نہ تھا۔ فرمایا۔" اگر میرے پاس چھوٹا سا بادام بھی ہوتا تو تمہیں دے دیتا، لیکن جو شخص خدا سے گداگری سے بچنے کی دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس لعنت سے بچا لیتا ہے۔ جو شخص دولت کی دعا کرتا ہے، اسے دولت نصیب ہو جاتی ہے اور جو شخص صبر و تسلیم کی طلب کرتا ہے اسے یہ نعمت ملتی ہے اور میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ صبر سے بڑھ کر کوئی شے بہتر نہیں ہے۔"

حاکم بن حزام فتح مکّہ کے بعد دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ وہ ایک دن آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر طالبِ امداد ہوئے۔ آپؐ نے انہیں امداد دی۔ چند دن بعد پھر آئے۔ آپؐ نے پھر کچھ دے دیا۔ تیسری مرتبہ پھر آئے اور سوال کیا۔ آپؐ نے فرمایا۔" حاکم، جو شخص دوسروں کو دیتا ہے خدا اسے غنی کر دیتا ہے۔ لیکن جو شخص لالچ کی وجہ سے دوسرے کے آگے دستِ سوال

Marfat.com

دراز کرتا ہے کبھی سیر نہیں ہوتا۔ یاد رکھو۔ دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔" اس نصیحت کا ان پر ایسا اثر ہوا کہ تا دمِ مرگ ادنیٰ سی ضرورت کے لئے کبھی سوال نہیں کیا۔

حجتہ الوداع کے موقعہ پر آپؐ خیرات کر رہے تھے۔ مجمع میں چند تومند آدمی بھی آکر شامل ہو گئے۔ آپؐ نے نظر دوڑائی اور ان سے کہا۔" اگر تم چاہو تو تمہیں بھی دیدوں گا لیکن یاد رکھو کہ اس رقم میں ان لوگوں کے لئے کوئی حصہ نہیں ہے جو محنت کرنے کے قابل ہیں۔"

ایک دفعہ ایک صحابی مقروض ہو گیا۔ وہ آپؐ کی خدمت میں آیا اور سارا ماجرا سنایا۔ آپؐ نے امداد کا وعدہ فرمایا اور اس کو مخاطب کر کے کہا۔

" اے دوست! طلب کرنا صرف تین آدمیوں کے لئے جائز ہے۔ اوّل جو مقروض ہوتے ہیں، دوسرے وہ جن کی دولت یکلخت تلف ہو جائے اور مجبوراً جب تک وہ حالتِ عسرت نہ دُور ہو امداد طلب کر سکتے ہیں۔ تیسرے وہ جو فاقہ سے ہو اور محلہ کے تین آدمی اس کی تنگ دستی پر گواہی دیں۔ ان کے علاوہ جو بھیک مانگتا ہے وہ حرام خور ہے۔"

Marfat.com

مبادلہ تحائف

"تہادوا تحابوا" یعنی آپس میں ایک دوسرے کو تحفے دو۔
تاکہ محبت بڑھے۔ چنانچہ آپؐ تحفے قبول بھی فرماتے تھے اور عوض بھی
کرتے تھے۔

ایک دفعہ ایک عورت نے ایک چادر خدمت اقدس میں پیش کی۔ آپؐ
نے قبول فرمائی۔ اسی وقت ایک صحابی نے مانگی آپ نے اس کو عنایت کر دی۔

قبیلہ بنو فزارہ کے ایک شخص نے آپؐ کو ایک اونٹ تحفہ میں پیش کیا۔
آپؐ نے اس کے عوض کوئی چیز اسے دینی چاہی۔ اس نے لینے سے انکار کر
دیا۔ یہ بات آپؐ کو ناپسند معلوم ہوئی۔ آپؐ نے ممبر پر یوں تقریر فرمائی:
"تم لوگ مجھ کو تحفہ دیتے ہو لیکن عوض میں تحفہ قبول نہیں کرتے۔ لہٰذا آئندہ
میں سوائے قریشی، بنی ثقیف، انصار اور دوس کے کسی اور قبیلے کا
تحفہ قبول نہیں کروں گا۔"

جو کھانا آپؐ کے استعمال سے بچ رہتا وہ آپؐ اکثر حضرت ابو ایوب انصاریؓ
کو بھیج دیتے اور عموماً ہمسائیوں اور پڑوسیوں کے گھروں میں بھی تحفے بھیجتے تھے۔

آس پاس کے سلاطین و ملوک بھی آپؐ کی خدمت میں تحفے بھیجا کرتے تھے۔

شام کے حاکم نے ایک دفعہ آپؐ کو سفید خچر تحفہ میں بھیجا تھا۔

عزیز مصر نے بھی ایک خچر آپؐ کی خدمت میں بھیجا۔ قیصر روم نے آپؐ کو سمور کا لبادہ بھیجا تھا۔ ایک یمنی امیر نے آپؐ کو موزہ کا جوڑا بھیجا تھا۔ سمور کی عبا آپؐ نے تھوڑی دیر کے لئے استعمال بھی کی اس نے بعد حضرت جعفرؓ کو عطا فرما دی۔

Marfat.com

قبولِ احسان سے گریز

آپؐ حتی الوسع ممنونِ احسان ہونے سے احتراز فرماتے۔ حد یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق جیسے مخلص، ہمدرد، جانثار خادم اور سچے دوست کا احسان گوارا نہ فرماتے۔ ہجرت کے وقت انہوں نے ایک عدد اونٹ آپؐ کو دینا چاہا لیکن آپؐ نے اس کی قیمت ادا فرمائی تب سوار ہوئے۔

مدینہ میں جس جگہ مسجد نبوی بنائی گئی وہ زمین آپؐ کو نذر کی گئی تھی۔ لیکن آپؐ نے اس کی قیمت ادا فرما دی تب مسجد تعمیر کی گئی۔

ایک دفعہ حضرت فاروقِ اعظم اور حضرت عبداللہؓ بن عمر آپؐ کے رفیقِ سفر تھے۔ عبداللہ کا گھوڑا کسی قدر سرکش اور منہ زور تھا اس لئے رسول کریمؐ کے گھوڑے سے آگے نکل جاتا تھا۔ انہوں نے لگام حتی الوسع سخت کی لیکن وہ قابو کا نہ تھا۔ حضرت عمر اس بات پر ناراض ہوئے اور عبداللہ کو برا بھلا کہنے لگے۔ آپؐ نے حضرت عمر سے ارشاد فرمایا" یہ جانور میرے پاس فروخت کردو"۔ انہوں نے کہا" میں اسے تحفۃً دیتا ہوں"۔ آپؐ نے فرمایا۔ "نہیں تمہیں قیمت لینی ہوگی"۔ مجبوراً انہیں قیمت لینی پڑی۔ تب آپؐ نے وہ گھوڑا حضرت عبداللہؓ بن عمر کو عطا فرمایا اور کہا" اب یہ تمہاری ملکیت ہے"۔

Marfat.com

تبرنہ کرتا

حضرت معاذ بن جبل ایک محلہ میں امامت کراتے تھے اور نماز فجر میں بڑی لمبی لمبی سورتیں پڑھتے تھے۔ ایک شخص نے شکایت کی کہ معاذ بن جبل نماز فجر میں لمبی لمبی سورتیں پڑھتے ہیں اس وجہ سے ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے قاصر رہتا ہوں۔ ابو مسعود کا بیان ہے کہ میں نے آنحضرتؐ کو کبھی اس قدر غضبناک نہیں دیکھا جس قدر اس موقع پر دیکھا آپؐ نے لوگوں کو مخاطب ہو کر فرمایا۔ "بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ لوگوں کو متنفر کر دیتے ہیں۔ جو شخص تم میں سے نماز پڑھائے مختصر پڑھائے کیونکہ نماز میں بوڑھے، کمزور، کام والے سبھی طرح کے آدمی ہوتے ہیں۔

ایک دفعہ ایک شخص نے آکر عرض کی "مجھ سے گناہ سرزد ہوا ہے، آپؐ حد کا حکم دیں۔ آپؐ خاموش رہے۔ نماز کا وقت آگیا۔ نماز کے بعد اس شخص نے پھر آکر وہی درخواست کی۔ آپؐ نے فرمایا۔ "کیا تم نے نماز نہیں پڑھی"۔ اس نے جواب دیا۔ "ہاں، پڑھ لی ہے"۔ ارشاد فرمایا۔ "تو خدا نے تمہارا گناہ معاف کر دیا"۔

ایک دفعہ ایک صحابی آپؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی۔ "یا رسول اللہ! میں برباد ہو گیا۔ روزہ میں اپنی بیوی سے مجامعت کر لی

ہے۔ فرمایا۔" ایک غلام آزاد کر سکتے ہو؟" اس نے کہا۔" نہیں۔"
فرمایا۔" دو مہینے تک متواتر روزے رکھ سکتے ہو؟" جواب دیا۔" نہیں۔"
فرمایا۔" ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟" اس نے کہا۔" اس کی بھی
طاقت نہیں۔" آپؐ نے ذرا تامل فرمایا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص نے
کھجوروں کی ایک ٹوکری ہدیہ پیش کی۔ آپؐ نے فرمایا۔" سائل کہاں ہے؟"
سائل نے جواب دیا۔" یارسول اللہؐ! میں یہاں ہوں۔" آپؐ نے فرمایا۔
" ان کھجوروں کو خیرات کے طور پر غریبوں میں تقسیم کر دو۔" سائل نے کہا۔
" مدینہ میں مجھ سے زیادہ غریب کون ہوگا۔" رسولِ کریمؐ ہنس پڑے۔
فرمایا۔" جاؤ گھر والوں کو ہی کھلا دو۔"

Marfat.com

رہبانیت کی ممانعت

رسول کریمؐ رہبانیت ناپسند فرماتے تھے اور آپؐ نے صحابہ کو بھی رہبانیت سے باز رکھا۔ بعض صحابہ افلاس کی وجہ سے شادی نہیں کرتے تھے، اور ضبطِ نفس پر قادر نہ تھے۔ انہوں نے قطع اعضاء کرنا چاہا۔ آپؐ نے منع فرمایا۔ ایک دفعہ دو صحابی حاضر ہوئے۔ ایک نے عرض کی۔ "ہم میں سے ایک نے ترکِ حیوانات اور دوسرے نے ترکِ نکاح کا عزم کیا ہے۔" آپؐ نے فرمایا۔ "میں تو دونوں سے متمتع ہوتا ہوں۔"

عرب میں کئی کئی دن متواتر روزہ رکھنے کا طریقہ تھا۔ صحابہ نے بھی اس کا ارادہ کیا۔ آپؐ نے منع فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے عزم کیا کہ وہ ہمیشہ دن کو روزہ رکھیں گے اور رات بھر عبادت میں مشغول رہیں گے۔ رسولِ کریمؐ کو خبر ہوئی تو آپؐ نے انہیں بلا بھیجا اور پوچھا "کیا یہ خبر صحیح ہے؟" عرض کی: "جی ہاں" آپؐ نے فرمایا "تم پر تمہارے جسم کا حق ہے، آنکھ کا حق ہے، بیوی کا حق ہے، مہینہ میں تین دن کے روزے کافی ہیں۔" حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے کہا: "مجھ میں اس سے بھی زیادہ روزے رکھنے کی طاقت ہے۔" آپؐ نے فرمایا "اچھا تیسرے دن روزہ رکھو۔" انہوں نے عرض کی: "میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں" آپؐ نے فرمایا: "ایک دن چھوڑ کر۔ یہی داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے۔"

Marfat.com

اور یہی افضل الصیام ہے۔ انہوں نے عرض کی "مجھ میں اس سے بھی زیادہ طاقت ہے"۔ ارشاد ہوا۔ "اس سے زیادہ بہتر نہیں"۔

بنی اسد کی ایک عورت کی نسبت رسول کریمؐ سے عرض کی گئی کہ وہ تمام رات عبادت کیا کرتی ہے۔ فرمایا "ایسا نہ کرو۔ اعمال بقدر طاقت ادا کرو"۔

رسول کریمؐ نے ایک گھر میں رسّی لٹکتی دیکھی۔ پوچھا "یہ کیا ہے ؟" صحابہ نے عرض کی "فلاں عورت نے لٹکا رکھی ہے۔ رات کو (عبادت کرتے ہوئے) جب وہ اونگھنے لگتی ہے تو اس سے لٹک جاتی ہے۔" آپؐ نے فرمایا "اسے کھول دو۔ عبادت صرف اس وقت تک کرو جب تک نشاطِ طبع قائم رہے"۔

کسی غزوہ میں ایک صحابی کا ایک غار پر سے گزر ہوا جس میں پانی تھا اور اردگرد کچھ بوٹیاں تھیں۔ وہ بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوا اور عرض کی۔ "یارسول اللہؐ ! مجھ کو ایک غار مل گئی ہے جس میں ضرورت کی ہر چیز موجود ہے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ وہاں گوشہ نشین ہو کر رہبانیت اختیار کروں۔" آپ نے فرمایا "میں یہودیت یا نصرانیت لے کر دنیا میں نہیں آیا۔ میں آسان اور سہل ابراہیمی مذہب لے کر آیا ہوں"۔

Marfat.com

مداحی کی ناپسندیدگی

آنحضورؐ تعریف کو بھی ناپسند فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک شخص کا بارگاہِ نبوت میں ذکر ہوا۔ حاضرینِ مجلس میں سے ایک شخص نے اس کی بہت مدح کی۔ آپؐ نے فرمایا: "تم نے اس شخص کو ذبح کر ڈالا۔ اگر کسی کے متعلق کچھ کہو تو یوں کہو۔ میرا خیال ہے۔"

ایک دفعہ ایک شخص کسی حاکم کی تعریف کر رہا تھا۔ حضرت مقداد بھی موجود تھے۔ انہوں نے زمین سے خاک اٹھا کر اس کے منہ میں جھونک دی اور کہا: "رسول اللہؐ نے حکم دیا ہے کہ مداحوں کے منہ میں خاک بھر دیں۔"

ایک دفعہ آپ مسجد میں تشریف لائے۔ ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا۔ محجن ثقفی سے پوچھا "یہ کون ہے؟" محجن نے ان کا نام بتایا اور نہایت تعریف کی۔ آپؐ نے فرمایا: "دیکھو یہ سُن نہ پائے ورنہ تباہ ہو جائے گا۔" یعنی دل میں تکبّر پیدا ہو جائے گا جو موجب ہلاکت ہو گا۔

Marfat.com

خوش معاملگی

ایک دفعہ رسولِ کریمؐ نے کسی سے اونٹ مستعار لیا۔ جب آپؐ نے واپس کیا تو اس سے اچھا اونٹ اس کو دیا اور کہا۔ "اچھے لوگ وہ ہیں جو خوبی کے ساتھ قرض ادا کرتے ہیں۔"

ایک دفعہ ایک بدو نے جس کے آپؐ مقروض تھے تقاضا کیا۔ بدو بالطبع درشت مزاج ہوتے ہیں۔ اس نے سخت الفاظ میں اپنا قرض واپس طلب کیا۔ صحابہ نے اس کو سرزنش کی اور کہا۔ "تم جانتے ہو کہ کس شخص سے گفتگو کر رہے ہو۔" اس نے کہا۔ "ہاں، جانتا ہوں۔ لیکن میں نے رقم طلب کرنے کے علاوہ تو کوئی بات نہیں کی۔" اس پر آپؐ نے صحابہ سے فرمایا "تمہیں اس کی طرفداری کرنی چاہئے کیونکہ وہ حق پر ہے۔"

ایک بدوی اونٹ کا گوشت فروخت کر رہا تھا۔ آپؐ نے اس خیال سے کہ گھر میں تھوڑی سی کھجوریں رکھی ہیں۔ ان کے بدلے میں گوشت کا ایک ٹکڑا لے فرما لیا۔ جب گھر میں جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ کھجوریں خرچ ہو چکی ہیں۔ آپؐ نے باہر آکر اس بدو سے معذرت فرمائی۔ وہ پکار اٹھا۔ "تم بے ایمان ہو۔" صحابہ نے اس سے کہا۔ "کیا تم کو جنون ہو گیا ہے۔ رسولِ کریمؐ اور بے ایمانی" آپؐ نے انہیں روکا اور فرمایا۔ "کہنے دو اسے حق ہے۔" آپؐ نے دوبارہ

Marfat.com

معذرت فرمائی۔ اس نے پھر انہی الفاظ کا اعادہ کیا۔ صحابہ نے اسے خاموش کرنا چاہا لیکن آپؐ نے فرمایا" اسے جو جی آئے کہنے دو یہ حق پر ہے"۔ تب آپؐ نے اس سے فرمایا" اچھا تم فلاں خاتون کے پاس چلے جاؤ۔ وہ تم کو مقررہ کھجوریں دیں گی"۔ چنانچہ وہ گیا اور کھجوریں لے کر واپس لوٹا تو نبی کریمؐ وہیں تشریف فرما تھے۔ آپؐ کی خوش معاملگی نے اسے اتنا متأثر کیا کہ وہ آپؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور پکار اٹھا۔

" اے محمدؐ! جزاک اللہ احسن الجزاء۔ تم نے پوری قیمت دی اور بہتر معاوضہ"

Marfat.com

شائستگی

ایک دفعہ کوئی شخص رسولِ کریم سے ملنے کے لئے آیا۔ صحابہ نے اطلاع کی۔ آپؐ نے فرمایا۔" اگرچہ وہ اچھا آدمی نہیں ہے تاہم آنے دو۔" جب وہ آپؐ کے سامنے آیا تو آپؐ نے اس کے ساتھ بہت عمدہ سلوک فرمایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ اس بات سے متعجب ہوئیں۔ آپؐ نے ان کے استعجاب کو دیکھ کر فرمایا۔" خدا کی نظر میں وہ شخص بدترین خلائق ہے جو انسانوں کے ساتھ اس قدر درشت مزاجی سے پیش آئے کہ وہ اس سے نفرت کرنے لگیں۔"

ایک مرتبہ رسولِ کریمؐ صحابہ کرام کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ اس اثناء میں آپؐ کی رضاعی والدہ کا خاوند آپؐ سے ملنے آیا۔ آپؐ نے اپنی چادر کندھے سے اتار کر اس کا ایک کونہ ان کے لئے بچھا دیا۔ تھوڑی دیر ان کا سالا آیا۔ آپؐ کھڑے ہو گئے اور اس کو اپنی جگہ پر بیٹھا دیا۔

ایک مرتبہ آپؐ کچھ گوشت سائلین میں تقسیم فرما رہے تھے اس دوران ایک عورت آپؐ سے ملنے آئی۔ آپؐ فوراً گوشت چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہو گئے اور حتی الوسع اس کی مدارات فرمائی۔ جب وہ چلی گئی تو لوگوں نے پوچھا۔" یہ کون تھیں؟" آپؐ نے فرمایا۔" یہ میری رضاعی ماں تھیں۔"

Marfat.com

دخل در معقولات سے احتراز

آپ ہمیشہ صحابہ کو نصیحت فرماتے رہتے تھے کہ ایسے معاملات میں دخل نہ دیا کرو جو تمہارے ساتھ تعلق نہیں رکھتے۔

کیونکہ اس طرح فتنہ پیدا ہوتا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ انسان کے اسلام کا بہترین نمونہ یہ ہے کہ جس معاملہ کا اس سے براہِ راست کوئی تعلق نہ ہو اس میں خواہ مخواہ دخل اندازی نہ کرے۔

Marfat.com

عیوب کو چھپانا

آپؐ صحابہ کو دوسروں کے عیوب چھپانے کی تلقین فرماتے تھے اور اگر کوئی اپنا عیب ظاہر کرتا تو اس کو بھی عیب ظاہر کرنے سے منع فرماتے تھے۔

آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ جو بندہ کسی دوسرے بندے کا گناہ دنیا میں چھپاتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے گناہ چھپائے گا۔

آپؐ نے فرمایا: "میری امت میں سے ہر شخص کا گناہ مٹ سکتا ہے (توبہ سے) مگر جو اپنے گناہوں کا خود اظہار کرتے پھرتے ہیں ان کا کوئی علاج نہیں" پھر فرمایا "اظہار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص رات کے وقت گناہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی کرتا ہے۔ مگر صبح کے وقت وہ اپنے دوستوں سے ملتا ہے تو کہتا ہے۔ اے فلانے میں نے رات کو یہ کام کیا تھا۔ رات کو خدا اس کے گناہ پر پردہ ڈال رہا تھا۔ صبح کو وہ اپنے گناہ خود ظاہر کرتا ہے۔"

اس سے قبل یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ کس طرح آپؐ نے ایک مرد اور ایک عورت سے اعراض کیا جب ان دونوں نے زنا کا اعتراف کیا۔

Marfat.com

تجسّس کی ممانعت اور حسن ظن کا حکم

رسول کریمؐ تجسس سے منع فرماتے تھے اور ایک دوسرے پر حسنِ ظن کا حکم دیتے رہتے تھے۔

حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا۔ "بدظنی سے بچو کیونکہ بدظنی سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ اور تجسّس نہ کرو اور لوگوں کے حقارت سے نام نہ رکھو اور حسد نہ کرو اور آپس میں بغض نہ رکھا کرو اور سب کے سب اپنے آپؐ کو خدا کے بندے سمجھو اور اپنے آپ کو بھائی بھائی سمجھو۔ جس طرح خداوند تعالیٰ کا حکم ہے۔"

Marfat.com

صبر

۱۔ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ۔ (قرآن)

(اے پیغمبرؐ) جس طرح اولوالعزم پیغمبروں نے صبر کیا تم بھی صبر کرو۔

۲۔ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ۔

اور اللہ تعالیٰ صابروں سے محبت کرتا ہے۔

ایک حدیث میں رسولِ کریمؐ فرماتے ہیں۔ "مومن کی حالت بھی عجیب سی ہے اور یہ بات مومن کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔ اگر اسے کوئی شے خوش کرنے والی حاصل ہوتی ہے تو وہ شکر کرتا ہے اور یہ اس کے لئے بہتر ہوتا ہے اور اگر اسے کوئی شے ضرر پہنچاتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے۔ اور ایسا کرنا ہی اس کے لئے بہتر ہوتا ہے۔

صبر کو اس لئے صبر کہتے ہیں کہ اس میں دل کو گریہ و زاری سے زبان کو شکوہ و گلا سے اور جوارح کو بیقراری سے روک لینا ہوتا ہے۔

اس لحاظ سے صبر کی تین قسمیں ہیں :۔

۱۔ طاعت الٰہی پر صبر۔

۲۔ معصیتِ الٰہی پر صبر۔

۳۔ امتحان الٰہی پر صبر۔

Marfat.com

ان تینوں اقسام میں خاتم الانبیاء خیر الناس حضرت محمد مصطفےٰ ؐ ہی نوعِ انسان کے لئے اکمل طور پر اسوۂ حسنہ ہیں۔

آپؐ کی زندگی طاعتِ الٰہی میں گزری۔ آپؐ کا اٹھنا، آپؐ کا بیٹھنا، آپؐ کا چلنا، آپؐ کا کھانا، آپؐ کا پینا، آپؐ کا جنگ کرنا، آپؐ کا دشمنوں سے صلح کرنا، آپؐ کا نماز پڑھنا، آپؐ کا اپنی ازواج کے پاس جانا، آپؐ کا دوستوں سے ملنا، ان کی تربیت کرنا، آپؐ کا اہلِ خسران کو ڈرانا۔ آپؐ کا کلمۂ حق کی بلندی میں سعی و کوشش کرنا۔ غرضیکہ زندگی کے ہر شعبہ پر اطاعتِ الٰہی حاوی ہے۔

آپؐ کی حیاتِ طیبہ معصیتِ الٰہی سے صبر پر ایک روشن شمع ہے جو گنہگاروں کے لئے ہدایت کا موجب ہے۔ کفار نے استہزاء اور تمسخر کے ساتھ، ایذاؤں اور تکالیف کے ساتھ، ہر قسم کا طمع دے کر، سوشل بائیکاٹ کر کے، اپنے گھر سے جلاوطن کر کے اور جنگوں کی آگ جلا کر چاہا کہ آپؐ کا قدم معصیتِ الٰہی کی دلدل میں پھنسے، لیکن جتنی کوشش وہ آپؐ کو معصیتِ الٰہی کی طرف لانے کی کرتے اتنا ہی تیزی سے آپؐ کا قدم خدا کے قرب کی طرف بڑھتا چلا جاتا، یہاں تک کہ اس مقدس نبیؐ کی ذات مظہرِ اتم الوہیت اور آئینۂ خدا نما ہو گئی۔ اب جس کی نورانی شعاعیں ہزارہا دلوں کو منوّر کر رہی ہیں اور بے شمار سینوں

Marfat.com

کو گناہوں کی غلاظتوں سے پاک کر کے خدا تک پہنچا رہی ہے۔

مصائب و آلام، رنج و غم میں جس صبرِ جمیل کا نمونہ رسولِ کریم ﷺ کی ذاتِ بابرکات ہے۔ اس قسم کا نمونہ پہلے والوں میں ملے گا اور نہ پیچھے والوں میں۔

آپؐ کی سوانح حیات کا ایک ایک لفظ پڑھ جائیں۔ آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ اس آسمان کے نیچے اور اس زمین کے سینہ پر کوئی ایسی مصیبت نہ ہوگی جو آپؐ کی راہ میں حائل نہ ہوئی ہو۔ آپؐ ابھی پیدا بھی نہ ہوئے تھے کہ والد کا انتقال ہوگیا۔ بچپن میں ہی سر سے ماں کا سایہ عاطفت بھی اٹھ گیا۔ دو برس بعد دادا کی نگاہِ التفات سے محروم ہو گئے اس کے بعد آپؐ کو چچا ابو طالب نے آغوشِ محبت میں جگہ دی۔ اعلانِ نبوت کے بعد جب آپؐ قریش کے جور و ظلم کے گرداب میں پھنسے ہوئے تھے اور ابو طالب کفار کے ظلم و ستم کے مقابل سپر کا کام دے رہے تھے وہ فوت ہوئے، ام المومنین حضرت خدیجہؓ مصائب و نوائب و ہموم و غموم میں آپؐ کی تنہا مونس تھیں، موت کے پنجے نے ان کو بھی آپؐ سے علیحدہ کر دیا۔ آپؐ کی تمام اولاد سوائے حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے آپؐ کی آنکھوں کے سامنے فوت ہوئی۔ آپؐ کے چچا حضرت حمزہؓ جنگِ احد میں شہید ہوئے اور ان کی لاش کا مثلہ کیا گیا۔ حضرت جعفرؓ

Marfat.com

ابن عم نے جنگ موتہ میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ آپؐ کے پروردۂ خاص حضرت زید بھی اسی جنگ میں کام آئے مگر کبھی بھی آپؐ کی زبان پر شکوہ کے الفاظ جاری نہ ہوئے۔

دعوتِ نبوت کے بعد کی زندگی میں تحقیر و استہزاء، سب وشتم اور ایذا رسانی کے تمام طریقے آپؐ پر برتے گئے۔ رسولِ کریمؐ کے آستانۂ فیض پر غلاظت گرائی گئی، راستہ میں گڑھے کھودے گئے تاکہ نمازِ تہجد کے لئے آپ نکلیں تو گڑھے میں گر جائیں۔ نماز کی حالت میں آپؐ کی گردن میں چادر ڈال کر دمِ زندگی کو روکا گیا۔ سجدہ کی حالت میں اوجھڑی پشتِ مبارک پر رکھی گئی۔ پتھر مار کر آپؐ کے ساقین کو لہو لہان کیا گیا۔ شعبِ ابی طالب میں معاونین کے ساتھ محصور کیا گیا اور دانہ و خورش کا داخلہ بند کیا گیا۔ قتل کا منصوبہ بنایا گیا۔ یہودیوں اور منافقین سے ساز باز کر کے آپؐ کو صفحۂ ھستی سے مٹا دینے کے لئے پروگرام بنائے گئے۔ ان خطرناک حالات میں بھی آپؐ کے قلب و ذہن پر صبر و شکیب کی مہر ثبت تھی۔

یاد رکھنا چاہئے کہ صبر کی تین حالتیں ہیں:۔

۱۔ صبر باللہ۔ ۲۔ صبر للہ

۳۔ صبر مع اللہ۔

Marfat.com

۱۔ صبر باللہ کا مطلب یہ ہے کہ صبر صرف اور صرف خدا کے لئے ہو
قرآن مجید میں ہے: وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ۔
(صبر کرو تمہارا صبر اللہ ہی کے لئے ہے)
۲۔ صبر للہ کا مطلب یہ ہے کہ صبر صرف محبت الٰہی کے لئے ہے۔
۳۔ صبر مع اللہ کے معنی یہ ہیں کہ بندہ اپنی زندگی قوانین الٰہی کے مطابق ڈھالے۔

اگر رسول کریمؐ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ آپؐ کی زندگی صبر کی ان تینوں حالتوں کی عکاسی کرتی ہے۔

۔ آپؐ کا صبر خدا کے لئے تھا۔ خدا کی رضا کے لئے تھا اور آپؐ کی زندگی کے ہر لمحہ پر قوانینِ الٰہی کی حکومت تھی۔

Marfat.com

شکر

وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِيْنَ۔

اور تو شکر کرنے والوں میں سے ہو جاؤ۔

رسولِ کریمؐ نے اپنی زندگی میں جہاں مصائب و آلام کو دیکھا ہے وہاں بڑی سے بڑی کامیابیوں نے بھی آپؐ کا استقبال کیا ہے۔ اس وقت آپ کا سر فخر و غرور سے بلند نہیں ہوا بلکہ آپؐ نے اپنا سرِ نیاز بارگاہِ ایزدی میں جھکایا۔ پھر یہاں تک جھکے کہ آپؐ کی ٹھوڑی قریب تھا کہ کجاوہ کی لکڑی سے لگ جائے۔

حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ کے پاس جب کوئی خوشی کی خبر آتی تھی تو خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے آپؐ فوراً سجدہ میں گر پڑتے تھے۔

قبیلہ ہمدان کے اسلام لانے کی خبر جب آپؐ کو پہنچی تو آپؐ نے سجدۂ شکر ادا کیا۔

رسولِ کریم کثرت سے عبادت اور ذکرِ الٰہی کیا کرتے تھے۔ یہ دیکھ کر صحابہ نے عرض کی " یا رسول اللہ! خدا نے آپؐ کو معصوم بنایا ہے۔ اب آپؐ اتنی عبادت کیوں کرتے ہیں؟ " ارشاد ہوا۔

اَفَلَا اَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا (کیا میں شکر گزار بندہ نہ ہوں)

Marfat.com

حضرت سعد بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول کریمؐ کے ساتھ مکہ سے مدینہ روانہ ہوئے۔ جب آپؐ ذوعزا مقام کے قریب پہنچے تو آپؐ سواری سے اتر گئے، اور ہاتھ اٹھا کر دیر تک دعا کی پھر سجدہ کیا اور دیر تک اسی حالت میں پڑے رہے۔ پھر سر اٹھا کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور پھر دیر تک سجدہ میں رہے۔ پھر اٹھ کر تضرع کے ساتھ دعا شروع کی۔ اس کے بعد سجدہ میں گر گئے۔ اس دعا سے فارغ ہو کر آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا۔ "میں نے اپنی امت کی مغفرت کے لئے خدا سے دعا مانگی تھی جس کا ایک حصہ مقبول ہوا تھا۔ میں شکر کے لئے سجدہ میں گر گیا۔ پھر مزید درخواست کی۔ خدا نے وہ بھی قبول کی۔ میں نے پھر شکر کے لئے سجدہ کیا اور پھر دعا کی۔ خدا نے اس کو بھی قبول فرمایا۔ میں پھر سجدہ میں گر پڑا۔

خدا نے جب آپؐ کو خبر دی کہ جو آپؐ پر درود بھیجے گا اس پر خدا درود بھیجے گا تو اس رفع منزلت پر آپؐ نے سجدہ شکر ادا کیا۔

توکّل

فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ ۔ پس اللہ پر بھروسہ کرو۔ (قرآن)

توکل کے لفظی معنی اعتماد کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہمیں کچھ نہیں کرنا چاہیئے اور کام کو خدا پر چھوڑ دینا چاہیئے۔ آج کل کے مستصفین نے ترکِ عمل اور اسباب سے بے پرواہی کا نام توکّل رکھا ہے۔ حالانکہ قرآن مجید کی روشنی میں توکل اسباب سے کام لینے کا نام ہے۔

وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْن

اللہ تعالیٰ پر ہی مومنوں کو بھروسہ کرنا چاہیئے۔ (قرآن)

اسباب کو پوری طرح عمل میں لانے کے بعد نتیجہ خدا پر چھوڑ دینا چاہیئے توکّل انسان کی ہمّت بڑھاتا ہے۔ یہی وہ توکل ہے جس پر صحابہ کرامؓ نے عمل کیا اور ہر طرح کی کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔

احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ رسول کریمؐ سے ایک شخص نے دریافت کیا۔ "کیا میں اونٹ کو خدا کے توکل پر کھلا چھوڑ دوں؟" آپؐ نے فرمایا۔ "اعقلہا وتوکّل"۔ اس کے گھٹنے کو رسی سے باندھ دو اور پھر توکل کرو۔ یعنی اسباب کو کام میں لاؤ اور پھر نتیجہ خدا پر چھوڑ دو۔

Marfat.com

رسول کریمؐ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ آپؐ کو خدا کی ذات پر مکمل توکل اور اعتماد تھا۔ مکہ کی تنہائیوں میں جب مصائب و آلام کے سیاہ بادل منڈلا رہے تھے۔ اس وقت بھی آپؐ کے دل میں کسی قسم کی مایوسی و ناامیدی پیدا نہیں ہوئی۔ جب مونس و غمخوار چچا ابو طالب کفار کے دباؤ کی وجہ سے سمجھانے لگتے ہیں تو آپؐ فرماتے ہیں "خدا مجھے تنہا نہیں چھوڑے گا۔"

آپؐ نے کبھی بھی ایک دن کی آمدنی دوسرے دن کے لئے اٹھا کر نہیں رکھی جو بچ جاتا شام تک مستحقین میں بانٹ دیا جاتا تھا۔

نزع کی حالت میں جب انسان دنیا و مافیہا کو فراموش کر دیتا ہے۔ اس حالت میں آپؐ کو یاد آیا کہ چند اشرفیاں گھر میں پڑی ہوئی ہیں۔ فوراً حضرت عائشہ رضؓ سے فرماتے ہیں۔ " عائشہ! کیا محمد خدا سے بدگمان ہو کر ملے گا۔ جاؤ پہلے ان اشرفیوں کو خیرات کرو۔"

Marfat.com

خوش کلامی

وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا۔ اور لوگوں سے اچھی بات کہو (القرآن)

خوش کلامی کا مقصد یہ ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان سے کلام کرنے میں ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھے تاکہ آپس میں خوشگوار تعلقات پیدا ہوں۔ رسول کریمؐ نے بُرے لفظوں سے پکارنے، تحقیر آمیز لقب و خطاب دینے سے سخت منع فرمایا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ "تم آپس میں ایک دوسرے کو طعنہ نہ دو اور نہ چڑ کے نام لے کر پکارو۔ ایمان کے بعد گنہگاری بُرا نام ہے۔

آپؐ کا ارشاد ہے۔" مسلمان کا کام یہ نہیں کہ وہ طعنہ دے یا لعنت بھیجے یا بدزبان اور فحش کلامی کرے"۔ نیز فرمایا۔" جو شخص اللہ اور روز قیامت پر یقین رکھتا ہو اس کو چاہئے کہ وہ اچھی بات زبان سے نکالے ورنہ چپ رہے"۔

ایک اور حدیث ہے۔ " اچھی بات صدقہ ہے"۔ ایک صحابی نے پوچھا " یا رسول اللہؐ ! نجات کیوں کر ملے گی ؟ " فرمایا۔" اپنی زبان پر قابو رکھو"۔

Marfat.com

میانہ روی

اسلام کی خاص خوبی یہ ہے کہ وہ اعتدال اور میانہ روی کی تعلیم دیتا ہے۔
اسی وجہ سے مسلمانوں کو "اُمَّةً وَّسَطاً" کا خطاب دیا گیا ہے۔
رسول کریمؐ نے فرمایا "اتنا ہی عمل کا التزام کرو جتنا تم کر سکو"۔
عبادت سے بڑھ کر اسلام میں کوئی نیکی کا کام نہیں ہے۔ آپؐ نے اس میں بھی میانہ روی اور اعتدال کی تعلیم دی۔
حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریمؐ نے فرمایا۔
"دولت مندی میں میانہ روی کتنی اچھی ہے۔
محتاجی میں درمیانگی کتنی اچھی ہے
عبادت میں اعتدال کتنا اچھا ہے"۔

Marfat.com

خوف و عبادت

رسولِ کریمؐ کو معرفتِ الٰہی سب سے زیادہ تھی۔ آپؐ سب سے زیادہ خداترس اور عبادت کرنے والے تھے۔

چنانچہ آپؐ فرماتے تھے۔ "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر تمہیں معلوم ہوتا کہ جو مجھے معلوم ہے تو تم زیادہ روتے اور تھوڑا ہنستے۔"

آپؐ کی عبادت کا یہ حال تھا کہ کثرتِ قیامِ شب کی وجہ سے آپؐ کے پاؤں مبارک متورم ہو جاتے تھے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ آپؐ یہ تکلیف اور مشقت کیوں اٹھاتے ہیں حالانکہ خداتعالیٰ نے آپؐ کے سب اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے ہیں آپؐ نے جواب میں فرمایا۔ "کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔؟"

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ "ایک مرتبہ رسول کریمؐ تمام رات نماز میں کھڑے رہے اور قرآن کی آیت بار بار پڑھتے رہے۔"

حضرت عبداللہ بن الشخیر روایت کرتے ہیں کہ ایک روز میں رسول کریمؐ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آپؐ نماز پڑھ رہے ہیں اور رونے کے سبب سے آپؐ کے شکمِ مبارک سے تانبے کی دیگ کی مانند آواز آرہی ہے۔

Marfat.com

میدانِ جنگ میں بھی جب کہ دونوں طرف سے فوجیں برسرِپیکار ہوتی تھیں آپؐ یادِ الٰہی سے غافل نہ ہوتے تھے۔ میدانِ بدر میں جنگ کے دوران رسولِ کریمؐ بارگاہِ ایزدی میں عرض کرتے ہیں "خدایا اپنا وعدۂ نصرت پورا کر"۔ کبھی سجدے میں گر پڑتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں۔ "خدایا! آج یہ مٹھی بھر جماعت مٹ گئی تو پھر قیامت تک تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ ہوگا"۔ اس دوران میں حضرت علی کرم تین دفعہ میدانِ جنگ سے آکر حاضرِ خدمت ہوئے مگر ہر دفعہ رسولِ کریمؐ کی پیشانی خاک پر ہوتی تھی۔

تواترِ عمل

اخلاق کا سب سے ضروری پہلو یہ ہے کہ انسان جس نیک کام کو اختیار کرے۔ اس پر مداومت اختیار کرے۔ رسولِ کریمؐ اپنے تمام امور میں اسی اصول کی پابندی فرماتے تھے۔

ایک دفعہ کسی نے حضرت عائشہؓ سے رسولِ کریمؐ کی عبادات و اعمال کے متعلق دریافت فرمایا۔ "کیا آپؐ کسی خاص دن یہ کرتے ہیں؟" انہوں نے جواب دیا۔ "آپؐ کا عمل جھڑی ہوتا تھا۔ یعنی جس طرح بادل کی لگاتار جھڑی برسنے لگتی ہے۔ اور نہیں رکتی اسی طرح آپؐ کا حال تھا۔ جو کام ایک دفعہ اختیار کر لیا، پھر اس پر مداومت فرماتے۔"

دوسری روایت ہے کہ جب رسول کریمؐ کوئی کام کرتے تھے تو اس پر مداومت فرماتے تھے۔ اسی لئے رسول کریمؐ خود فرماتے ہیں۔ "خدا کے نزدیک سب سے محبوب کام وہ ہے جس پر انسان سب سے زیادہ مداومت کرے۔"

حضرت عائشہؓ آپؐ کی راتوں کی عبادت کے متعلق فرماتی ہیں: "رسول کریمؐ نے کبھی رات کی عبادت ترک نہیں کی۔ اگر کبھی طبیعت ناساز ہوتی تو بیٹھ کر عبادت کر لیتے تھے۔"

Marfat.com

آداب

لغوی معنی: آداب جمع ہے ادب کی۔ لغت میں آداب کے معنی ہیں حفظِ مراتب، دستور، قاعدہ، سلیقہ، تمیز، تہذیب، اخلاق، تعظیم سے سلام کرنا، تعظیمی الفاظ جو خطوط میں القاب کے بعد لکھے جاتے ہیں۔

اصطلاحی تعریف:۔ اسلامی نقطۂ نگاہ سے انسانی زندگی کے لیل و نہار کے ضروری مشاغل جن کے بجالانے سے زیادہ سے زیادہ آدمیوں کو فائدہ اور آرام پہنچے، آداب کہلاتے ہیں۔

انہی کی پابندی سے ایک قوم متمدن کہلاتی ہے اور انہی کی عدم پابندی سے وحشی، ان کی پابندی انسان کی انفرادی، خاندانی، معاشرتی، سیاسی زندگی کو پرلطف و خوشگوار بناتی ہے کسی قوم کی ترقی و عروج کا راز اس میں مضمر ہے۔

آداب کی چند اقسام اس باب میں درج کی جا رہی ہیں۔

Marfat.com

فطری آداب

فطری آداب دو اصولوں پر مبنی ہیں :- طہارت اور ترکِ رہبانیت۔ یہ دو اصول ایسے ہیں جن کو انسانی فطرت پسند کرتی ہے اور یہ انسان کو جانوروں سے ممتاز کرتے ہیں۔

بخاری کی ادب المفرد میں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے سب سے پہلے ختنہ کرایا۔ مونچھیں ترشوائیں اور ناخن کٹوائے۔

ایک حدیث شریف میں فطری خصال دس تک بتائے گئے ہیں :- مونچھ ترشوانا ، داڑھی بڑھانا ، مسواک کرنا ، ناک میں پانی ڈالنا۔ ناخن ترشوانا۔ انگلیوں کے درمیان خلال کرنا ، بغل کے بال کٹوانا ، زیر ناف بال صاف کرنا ، پانی سے استنجا کرنا۔ راوی کہتا ہے کہ دسویں بات میں بھول گیا ہوں۔ غالباً کلی کرنا ہے ۔ اسی طرح جمعہ کے دن ہر مسلمان پر غسل کرنا ، کپڑے دھونا ، عطر لگانا (اگر میسر ہو) مستحب قرار دیا ہے۔ طہارت انسانی فطری ادب ہے جس کی طرف رسول کریمؐ نے توجہ دلائی۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا۔ اس کو جسم اور روح عنایت کئے۔ ان دونوں کی حفاظت انسان کی فطرت میں ودیعت کر دی۔ اسلام نے رہبانیت اور اس قسم کے تمام افعال سے جن سے جسم اور روح پر زد پڑتی ہو منع فرمایا ہے۔ اس وجہ سے رسول کریمؐ نے فرمایا : لَا رَھْبَانِیَّۃَ فِی الْاِسْلَامِ

Marfat.com

یعنی اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔ [illegible] عبادت میں [illegible]
فرمایا: [illegible]
[illegible]
"تیرے جسم کا تجھ پر حق ہے۔ تیری آنکھوں کا تجھ پر حق ہے تیری بیوی کا بھی
تجھ پر حق ہے۔"

ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے ان لوگوں سے [illegible] روزہ رکھتے
ہوں [illegible] رات کو عبادت کرتے [illegible]
بھی ہوں۔ جو شخص میری سنت سے [illegible] کرے گا اس
کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔

نکاح کی اہمیت کے متعلق ایک حدیث ہے: جو شخص نکاح کرتا ہے وہ
اپنے نصف دین کی تکمیل کرتا ہے۔

اسی طرح جسمانی قوا کو مضبوط رکھنے کے لئے قرآن مجید نے کُلُوا وَاشْرَبُوا
وَلَا تُسْرِفُوا کا حکم دیا۔

روح کی پاکیزگی اور زندگی کے لئے خدا کا تصور بہت ضروری ہے اس
وجہ سے خدا تعالیٰ نے انسان کے خمیر میں ہی خدا تعالیٰ کی ہستی کا احساس پیدا کر دیا ہے۔

کلام پاک میں ہے اور جب تیرے رب نے بنی آدم سے یعنی ان کی پشتوں
سے ان کی اولاد نکالی اور ان کو اپنے آپ گواہ ٹھہرایا۔ کیا میں تمہارا رب نہیں ؟

Marfat.com

تو انہوں نے۔ ہاں۔ ہم گواہ ہیں۔"

دوسری جگہ قرآنِ مجید میں ہے۔ "اگر تو ان سے سوال کرے کہ کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تو ضرور کہیں گے۔ انہیں غالب علم والے نے پیدا کیا ہے۔"

ان آیاتِ کریمہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ خدائے تعالیٰ کی ہستی کا احساس انسان کے ضمیر میں ہی مضمر ہے۔ جو اکثر سوال کرنے کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔"

انسان کے فطری آداب میں بہت ضروری ہے کہ وہ روح کی زندگی کے لئے اس احساس کو زندہ رکھے۔ یہ احساسِ کامل توحید کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا اسی وجہ سے اسلام نے مسئلہ توحید پر بہت زور دیا ہے۔"

قرآن مجید کی ایک پوری سورت توحید پر نازل ہوئی:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ ○ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ○ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ○ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ○

"کہو اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس کا بیٹا ہے اور نہ وہ کسی کا بیٹا ہے اور اس کا کوئی ہمسر نہیں۔

شرک کو بدترین گناہ قرار دیا ہے قرآن میں ہے: اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ۔ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ توحید کے جذبہ کو انسان کے دل میں راسخ کرنے کے لئے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، حج مقرر کئے گئے ہیں۔

اگر انسان فطری آداب کے ان دو اصولوں کو ملحوظ نہیں رکھتا تو وہ انسانیت کے بلند مقام پر نہیں پہنچ سکتا۔

Marfat.com

طہارت اور اس کے آداب

اسلام نے طہارت و پاکیزگی پر بہت زور دیا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:
" اے اوڑھنے والے! اٹھ اور ڈر، اور اپنے رب کی بڑائی کر اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھ۔" اس آیتِ کریمہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ذکرِ الٰہی کا طہارت کے ساتھ نہایت گہرا تعلق ہے۔ کیونکہ ظاہر کا باطن پر گہرا اثر ہوتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے روح کی صفائی کے لئے ظاہر کی صفائی ضروری قرار دی ہے۔
رسولِ کریمؐ فرماتے ہیں۔ " پاکیزگی ایمان کا حصہ ہے" اور نماز کے لئے وضو لازمی قرار دیا ہے۔ رسولِ کریمؐ فرماتے ہیں:" نماز جنت کی چابی ہے اور وضو نماز کی چابی ہے۔"

طہارت کے آداب

۱۔ " سو کر اٹھو تو برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے پہنچوں تک ہاتھ دھو لو۔ کیونکہ معلوم نہیں سونے میں ہاتھ کہاں کہاں پڑا ہے۔"
۲۔ دانتوں کی صفائی کے لئے مسواک کرنا۔ آپؐ کا ارشاد ہے۔" اگر میری امت پر دو بھر نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا۔"
۳۔ عام راستوں اور درختوں کے سایہ میں رفع حاجت نہ کرو۔ تاکہ راستہ پر چلنے والے اور درختوں کے سایہ میں بیٹھنے والوں کو تکلیف نہ ہو۔

Marfat.com

۴۔ ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرو اور نہ اس میں غسل جنابت کرو۔
۵۔ کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرو۔ تاکہ چھینٹیں اڑ کر کپڑوں پر نہ پڑیں۔
۶۔ غسل خانہ میں پیشاب نہ کرو۔ کیونکہ نہاتے وقت پانی کی چھینٹیں اڑ کر کپڑوں کو ناپاک کر دیں گی۔
۷۔ رفع حاجت اور پیشاب کے بعد استنجا کرو تاکہ گندگی کا اثر کپڑوں پر نہ آئے۔
۸۔ مٹی سے استنجا کرنے کے بعد پانی سے بھی صفائی کرنی چاہئے۔
۹۔ جمعہ کو ہر مسلمان پر غسل کرنا، کپڑے بدلنا، خوشبو لگانا مستحب ہے۔
۱۰۔ ہر حالت میں صفائی اور طہارت کا خیال رکھنا چاہئے۔

ایک بار رسول کریم ؐ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے بال پراگندہ ہیں۔ فرمایا۔ "کیا اس کے پاس بال درست کرنے کا سامان نہ تھا؟"

ایک شخص کو گندے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو فرمایا "کیا اس کو پانی نہیں ملتا کہ کپڑے دھو لیتا؟"

اسلام نے صفائی کی تعلیم میں سادگی کو ملحوظ رکھا ہے۔ ایسی تعلیم نہیں دی جو غلو اور تشدد کی حد تک پہنچ جائے اور لوگوں کے لئے تکلیف کا موجب ہو۔

Marfat.com

کھانے پینے کے آداب

رسولِ کریمؐ نے کھانے پینے کے آداب بھی سکھائے ہیں۔

۱۔ کھانا کھانے سے پہلے اور کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھو لئے جائیں۔

۲۔ کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنی چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اس لیئے اس کے نام کے ساتھ کھانا شروع کیا جائے۔

۳۔ کھانے پینے کا کام دائیں ہاتھ سے اور رفع نجاست کا کام بائیں ہاتھ سے کرنا چاہیئے۔

۴۔ کھانا برتن کے کنارے کے پاس سے کھانا چاہیئے تاکہ بچا ہوا کھانا خراب نہ ہو۔ اس کے علاوہ کھانے کا برتن گندہ نہ ہو۔ اور کھانا اس طرح نہ کھایا جائے کہ اس سے حرص کا پتہ چلتا ہو۔

۵۔ ساتھیوں کی اجازت کے بغیر دو دو کھجور وغیرہ ایک ساتھ نہ کھائی جائیں کیونکہ یہ طریقہ ایثار کے خلاف ہے۔

۶۔ کھانے میں نقص نہیں نکالنا چاہیئے۔ اس سے گھر والے اور پکانے والوں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ اس لئے اگر کھانا بدمزہ ہو تو اگر خواہش ہو تو کھا لینا چاہیئے ورنہ ترک کر دینا چاہیئے۔

۷۔ کھانا دوستوں، مہمانوں یا گھر والوں کے ساتھ مل کر کھانا چاہیئے کیونکہ

یہ حسن معاشرت کی علامت ہے اور اس سے آپس کے اختلاف کم ہوتے ہیں اور محبت بڑھتی ہے۔

۸۔ تکیہ لگا کر یا اوندھے منہ لیٹ کر کھانا نہیں کھانا چاہئے کیونکہ ایسا کرنا طبی نکتہ نظر سے بھی مضر صحت ہے اور اس سے کھانا معدے میں صحیح طور سے نہیں پہنچتا۔

۹۔ کھانا کھانے کے بعد برتن کو انگلیوں سے اور انگلیوں کو منہ سے اچھی طرح صاف کر لینا چاہیئے۔ پھر ہاتھ کو رومال سے صاف کر لینا چاہئے۔

۱۰۔ پانی کو ٹھہر ٹھہر کر دو یا تین سانس میں پینا چاہئے۔ اس طرح سے پیاس بھی بجھ جاتی ہے اور منہ سے نکلنے والی گندی سانس پانی کو نہیں لگتی

۱۱۔ کھانا کھانے کے متعلق آپؐ اس بات کا خاص خیال رکھتے تھے کہ کوئی شخص بن بلائے کسی دعوت پر نہ چلا جائے۔ ایک مرتبہ کسی نے آپؐ کو دعوت دی اور کہا کہ چار آدمی بھی اپنے ساتھ لیتے آئیں۔ جب آپؐ اس کے گھر کے دروازے پر پہنچے تو پانچواں آدمی بھی ساتھ شامل ہو گیا آپؐ نے میزبان سے فرمایا کہ ایک آدمی زائد ہے۔ اگر چاہو تو اس کو بھی اجازت دے دو، ورنہ اس کو رخصت کر دیں۔ میزبان نے اجازت دیدی

۱۲۔ پانی پیتے وقت سانس برتن میں نہیں لینا چاہئے کیونکہ اندر کی ہوا کثیف ہوتی ہے اور سانس سے ملی ہوئی کثیف چیز کو پھر اندر نہیں لیجانا چاہئے۔

Marfat.com

۱۳۔ بلا مجبوری کھڑے ہو کر پانی نہیں پینا چاہیئے۔ طبی لحاظ سے بھی ایسا کرنا مضر صحت ہے۔ پانی پیتے وقت اندر کے پٹھے ڈھیلے ہونے چاہئیں ایسا کرنا وقار کے بھی خلاف ہے۔

۱۴۔ مشکیزہ کے منہ یا لوٹے کی ٹونٹی سے منہ لگا کر پانی نہیں پینا چاہیئے۔ کیونکہ پانی کے اندر کوئی ضرر رساں چیز ہو تو نظر نہیں آسکتی۔

۱۵۔ کھانے اور پانی کے برتنوں کو ڈھانپ کر رکھنا چاہیئے تاکہ گرد یا کیڑا مکوڑا نہ پڑ جائے۔

۱۶۔ پیٹ بھر جانے سے پہلے کھانا چھوڑ دینا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا۔ ایک انسان کا کھانا دو انسانوں کو کافی ہونا چاہیئے۔

۱۷۔ کھانا کھانے کے بعد خدا کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ حدیث شریف میں ہے کہ کھانا کھانے کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہیئے:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَاَسْقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

(سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا پلایا اور مسلمان بنایا ہے)

Marfat.com

آدابِ مجلس

رسول کریمؐ نے نشست و برخاست کے آداب بھی ہم کو سکھائے ہیں تاکہ مجلس میں تہذیب و محبت کی فضا قائم ہو۔

۱۔ مجلس میں جہاں پہلے جگہ مل جائے بیٹھ جانا چاہئے۔ صفوں کو چیر کر سروں کو پھاندتے ہوئے آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ اس سے دوسروں کو تکلیف ہوتی ہے۔ اور اس کے علاوہ غرور و گھمنڈ کا بھی اظہار ہوتا ہے۔ صحابہ رسولِ کریمؐ کی مجلسوں میں اسی طرح بیٹھتے تھے

۲۔ اگر کوئی شخص کسی ضرورت کے تحت مجلس سے اٹھ کر چلا جائے تو اس کی جگہ پر دوسرے کو قبضہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ واپس آنے پر اس جگہ پر بیٹھنے کا وہی مستحق ہوگا۔

۳۔ کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ نہیں بیٹھنا چاہئے اس سے برتری کا اظہار ہوتا ہے

۴۔ دو شخص اگر مل کر بیٹھے ہوں تو ان کو الگ کر کے درمیان میں نہیں بیٹھنا چاہئے ایسے شخص پر رسول کریمؐ نے لعنت بھیجی ہے۔

۵۔ اگر لوگ حلقہ میں بیٹھے ہوئے ہوں تو کسی کو حلقہ کے درمیان میں نہیں بیٹھنا چاہئے۔ ایسے شخص پر رسول کریمؐ نے لعنت بھیجی ہے۔

۶۔ راستہ میں نہیں بیٹھنا چاہئے۔ اگر کوئی ضرورت کی بناء پر بیٹھنا چاہے

Marfat.com

تو رسول کریمؐ نے چند اخلاقی شرائط پر اجازت دی ہے جو یہ ہیں :۔
نگاہ نیچی رکھے، راستہ سے ضرر رساں چیز کو دور کرے، سلام کا جواب دے، نیکی کا حکم دے، بری بات سے منع کرے، بھولے ہوئے کو راستہ بتائے، مصیبت زدہ کی مدد کرے۔

۷۔ بیٹھک کے لیئے اچھے رفقاء منتخب کرے تاکہ ان کی مجلس سے فائدہ حاصل ہو۔ رسول کریمؐ نے فرمایا ہے۔ "آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے اس لئے ہر شخص کو پہلے دیکھ لینا چاہیئے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے" پھر فرمایا۔" اچھے اور بُرے ساتھی کی مثال مشک بیچنے والے اور لوہار کی ہے۔ مشک بیچنے والے سے تم کو فائدہ ضرور پہنچے گا۔ یا خریدو گے یا خوشبو پاؤ گے۔ لیکن لوہار کی بھٹی تمہارا گھر یا کپڑا جلا دے گی یا تمہارے دماغ میں اس کی بدبو پہنچے گی۔"

۸۔ مجلس میں خود معزز جگہ پر بیٹھنے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے کسی دوسرے کے پاس جائے تو بھی اس کی اجازت کے بغیر اس کی معزز جگہ پر بیٹھنے کی کوشش نہ کرے۔ آپؐ نے فرمایا۔" اپنے بھائی کی معزز جگہ پر اس کی اجازت کے بغیر کوئی نہ بیٹھے۔"

۹۔ مجلس میں بیٹھ کر اس طرح سرگوشی نہیں کرنی چاہئے کہ دوسرے کو یہ شک گزرے کہ تم اس کے متعلق کچھ بات کر رہے ہو۔ حدیث میں ہے کہ" دو آدمی

Marfat.com

تیسرے شخص کو چھوڑ کر آپس میں گفتگو نہ کریں کیونکہ اس سے تیسرے کو رنج ہوگا۔"

۱۰۔ مجلس کی راز کی باتوں کو برملا نہیں کہنا چاہئے۔ رسول کریمؐ نے فرمایا۔
"المجالس بالامانۃ۔ مجالس امانت کے ساتھ ہوتی ہیں۔"

۱۱۔ کسی کے سامنے تعظیماً کھڑا نہیں رہنا چاہئے۔ رسول کریمؐ نے اپنے لئے لوگوں کا تعظیماً کھڑا ہونا ناپسند فرمایا۔ کیونکہ اس سے ایک کی بڑائی اور دوسرے کی تنقیص ظاہر ہوتی ہے۔

۱۲۔ مجالس میں اخلاق، مذہب، تزکیۂ نفس اور عمدہ امور کے متعلق گفتگو ہونی چاہئے، اور لغو گفتگو نہیں ہونی چاہئے۔ آپؐ نہایت معمولی اور خفیف لغو باتیں بھی ناپسند فرماتے تھے۔ مثلاً "یارسول اللہؐ! میرے باپ کا کیا نام ہے؟ میرا اونٹ کھو گیا ہے، کہاں ہے؟" وغیرہ۔
ایک بار اسی قسم کے لغو سوال کئے گئے تو آپؐ نے برہم ہو کر فرمایا۔
"جو پوچھنا ہے پوچھو۔ میں سب کا جواب دوں گا۔" حضرت عمرؓ نے آپؐ کے چہرہ مبارک کا رنگ دیکھا اور کہا۔ رضینا۔

۱۳۔ آپؐ کی مجلس میں کوئی شخص کھڑے کھڑے سوال نہیں کرتا تھا۔ ایک شخص نے اس طرح سوال کیا تو آپؐ نے اس کی طرف توجہ سے دیکھا۔

۱۴۔ مجلس میں جب کوئی مسئلہ زیر بحث ہو تو جب تک پہلا مسئلہ طے نہ

Marfat.com

ہوتا اس وقت تک دوسرا مسئلہ نہیں پوچھنا چاہئے۔ رسول کریمؐ کا یہ معمول تھا کہ جب ایک مسئلہ طے ہو جاتا تو دوسرا مسئلہ پیش کیا جاتا۔ بعض وقت آپؐ گفتگو کر رہے ہوتے اور کوئی بدو آجاتا اور آدابِ مجلس سے ناواقفیت کی وجہ سے عین سلسلۂ تقریر میں کوئی بات پوچھ بیٹھتا تو آپ سلسلۂ تقریر جاری رکھتے اور فارغ ہو کر اس کا جواب دیتے۔

ایک دفعہ آپؐ تقریر فرما رہے تھے کہ ایک بدو آیا۔ اس نے آتے ہی قیامت کے متعلق سوال کیا۔ آپؐ نے تقریر جاری رکھی۔ حاضرین سمجھے کہ آپؐ نے نہیں سنا۔ لیکن آپؐ کو یہ ناگوار ہوا۔ آپؐ نے گفتگو سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا "پوچھنے والا کہاں ہے؟" بدو نے کہا "میں حاضر ہوں۔" آپؐ نے فرمایا: "قیامت تب آئے گی جب لوگ امانت کو ضائع کرنے لگیں گے۔" اس نے پوچھا "امانت کیونکر ضائع ہو گی؟" آپؐ نے فرمایا: "جب نااہلوں کے ہاتھ میں کام آئے گا۔"

۱۵۔ مجلس میں مساوات کا رنگ ہونا چاہئے۔ رسولِ کریمؐ کی مجلس میں یہ کیفیت پورے طور پر نمایاں ہوتی تھی۔ رسولِ کریمؐ مجلس میں رونق افروز ہوتے تو صحابہ عقیدت کیش غلاموں کی طرح آتے۔ باہر سے آنے والا اجنبی آپؐ میں اور آپؐ کے حاشیہ نشینوں میں کوئی ظاہری امتیاز نہ کر سکتا تھا۔ لوگوں سے پوچھتا "محمدؐ کون ہے؟" صحابہ بتاتے کہ یہی گورے سے آدمی

جو ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے ہیں۔

۱۶۔ مجالس میں دقیق مباحث پر گفتگو نہیں ہونی چاہئے۔ رسولِ کریمؐ اسے پسند نہیں فرماتے تھے۔ ایک روز صحابہ کے درمیان مسئلۂ تقدیر پر گفتگو ہو رہی تھی۔ آپؐ نے سنا تو حجرے سے نکل آئے اور ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ دقیق مسائل پر گفتگو خاص مجالس میں ہونی چاہئے۔

۱۷۔ بدبودار چیز کھا کر مجلس میں نہیں آنا چاہئے۔ بلکہ خوشبو لگا کر آنا چاہئے۔

۱۸۔ مجلس میں کسی شخص کے گرد یا سامنے کسی کو کھڑا نہیں رہنا چاہئے۔ عجمیوں کی عادت تھی کہ نوکر آقا کے سامنے اور رعایا بادشاہ کے سامنے دست بستہ کھڑے رہتے تھے۔ یہ ایک مبالغہ آمیز تعظیم و تکریم تھی جس سے شرک لازم آتا تھا اور مساواتِ انسانی کی روح ختم ہوتی تھی۔ اسلام نے اس سے منع فرمایا۔

Marfat.com

گفتگو کے آداب

۱۔ گفتگو نرمی سے کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کو ہدایت کی: "تم فرعون کے پاس جاؤ اور اس سے نرمی سے گفتگو کرو۔ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا۔ تم دونوں اس سے نرم بات کرنا۔"

۲۔ بات فیض رساں ہونی چاہیے: آپ نے فرمایا۔ لوگوں سے اچھی بات کہو۔

۳۔ مجلس میں کسی پر طعن و ذلت آمیز فقرے نہ کسے جائیں جیسا کہ یہود کا طریقہ تھا کہ جب وہ رسول کریمؐ کی مجلس میں آتے تو رَاعِنَا کی عین کو کھینچ کر رَاعِیْنَا (ہمارا گڈریا) کہہ دیتے۔

۴۔ بات منصفانہ اور عادلانہ ہونی چاہیے۔ جس سے باہم لڑائی جھگڑا پیدا نہ ہو۔ کلام پاک میں ارشاد ہے "اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے تقویٰ کرو اور سیدھی بات کرو۔ وہ تمہارے اعمال سنوارے گا۔ اور تمہارے گناہ معاف فرمائے گا"

۵۔ عورتوں کو مردوں سے بات کرتے ہوئے نزاکت کے لہجہ میں گفتگو نہیں کرنی چاہیے۔

Marfat.com

۶۔ گفتگو وقار کے ساتھ کرنی چاہئے۔ بے موقع چیخ چیخ کر بولنا بیوقوفی ہے۔ کلام پاک میں فرمایا گیا ہے "اپنی آواز کو پست کرو۔ سب آوازوں میں بُری آواز گدھے کی ہے"۔

۷۔ لغو باتوں سے احتراز کرنا چاہیے۔ آپؐ نے فرمایا "وہ جو لغو باتوں سے پرہیز کرتے ہیں فلاح پانے والے ہیں۔"

۸۔ ہر بات کہنے سے قبل اچھی طرح سوچ لی جائے۔ آپؐ نے فرمایا "انسان نیک بات کرے یا چپ رہے۔"

۹۔ بات ضرورت کے مطابق کرنی چاہیے۔ آپؐ نے فرمایا "بے ضرورت بولنے والے امت کے بدترین افراد ہیں۔"

۱۰۔ بات آسان پیرائے میں کہنی چاہئے تاکہ مخاطب سمجھ سکے۔ ضرورت ہو تو دہرا دینا چاہیے۔ رسولِ کریم کی عادت تھی کہ بات کو دو تین دفعہ دہرا دیتے تھے تاکہ حاضرین سمجھ جائیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں "رسولِ کریمؐ کا کلام ایک دوسرے سے الگ الگ ہوتا تھا اور جو شخص سنتا سمجھ لیتا تھا۔

۱۱۔ گفتگو تکلف اور تصنع سے نہیں کرنی چاہیئے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ اس متکلّف بلیغ آدمی کو مبغوض رکھتا ہے جو اپنی زبان کو اس طرح توڑتا مروڑتا ہے جس طرح بیل اپنی زبان کو توڑ مروڑ کر

Marfat.com

گھاس کھاتا ہے۔" اس کے علاوہ یہ فرمایا: "جو شخص اسلوب کلام میں اس لئے ادل بدل کرتا ہے کہ اس کے ذریعے سے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنائے خدا قیامت کے دن اس کا فدیہ و توبہ قبول نہ کرے گا۔

۱۲۔ گفتگو کے وقت آدمی زیادہ ہوں تو ہر ایک کی طرف التفات کرنا چاہئے۔

۱۳۔ گفتگو مختصر الفاظ میں کرنی چاہئے۔ ایک بار ایک شخص نے لمبی گفتگو کی یا کوئی خطبہ دیا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے سنا فرمایا: "اگر وہ میانہ روی اور اعتدال اختیار کرتا تو اس کے لئے بہتر ہوتا۔ میں نے آپ سے سنا کہ آپ نے فرمایا۔ مجھ کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں مختصر گفتگو کروں کیونکہ اختصار بہتر ہے۔"

Marfat.com

ملاقات کے آداب

اسلام نے معاشرتی حیثیت سے دوستوں سے ملاقات کرنا موجبِ ثواب قرار دیا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس نے کسی مریض کی عیادت کی یا اپنے بھائی کی ملاقات کو گیا تو ایک پکارنے والا اس کو آواز دے گا "تم اچھے، تمہارا آنا اچھا اور تم نے جنت میں اپنے لئے ایک مکان بنوالیا"۔

ملاقات کے حسب ذیل آداب مقرر کئے ہیں:۔

۱۔ دوستوں کو ملاقات کے وقت مسرّت اور خوشی سے ملنا چاہئے۔ اور اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہنا چاہئے۔ رسولِ کریم نے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ آکر سب سے پہلے جن امور کی تعلیم دی ان میں ایک یہ تھی کہ: " لوگو! باہم سلام کو عام کردو"۔ آپؐ نے فرمایا۔ "تمہارا اپنے بھائی کے سامنے مسکرانا بھی صدقہ ہے۔ اصول تمدن کے لحاظ سے یہ ہدایت کردی کہ چھوٹا بڑے کو، گزرنے والا بیٹھنے والے کو، چھوٹی جماعت بڑی جماعت کو سلام کرنے میں پہل کرے اور سوار پیدل چلنے والے کو سلام کہے"۔

۲۔ جن کو سلام کیا جائے وہ اس کا جواب احسن طور پہ دیں۔ قرآنِ مجید میں ہے"۔ مسلمانو! جب تمہیں سلام کیا جائے تو (جواب میں) اس سے

Marfat.com

بہتر سلام کردیا (کم سے کم) ویسا ہی جواب دو"۔

۳۔ ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا چاہئے۔ رسول کریمؐ کا فرمان ہے:
"سلام کی تکمیل مصافحہ سے ہوتی ہے"۔

۴۔ ملاقات کے لئے یا کسی اور کام کے لئے کسی کے گھر پر جائیں تو گھر میں داخل ہونے سے قبل اہلِ خانہ سے اجازت لینی چاہئے۔ اجازت لینے سے قبل دروازہ سے دائیں یا بائیں کھڑا ہونا چاہئے۔ سامنے کھڑا نہیں ہونا چاہئے تاکہ اندر کی چیزوں پر نظر نہ پڑے۔ حدیث میں ہے: "اگر کوئی شخص بلا اجازت کسی کے گھر میں جھانک کر دیکھے اور اس کی آنکھ پھوڑ دی جائے تو کوئی الزام نہیں"۔ نیز فرمایا: "اجازت لینا تو اسی لئے ہے کہ اس کو دیکھے نہیں"۔ اجازت لینے کا طریقہ یہ ہے کہ تین بار سلام کرے اگر جواب نہ ملے تو واپس چلے جانا چاہئے۔

۵۔ یہ آداب غیر لوگوں کے لئے تھے۔ لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن سے پردہ کرنا ضروری نہیں۔ وہ ہر وقت گھر میں آتے جاتے رہتے ہیں۔ مثلاً چھوٹے چھوٹے بچے یا لونڈی غلام۔ ان کے لئے بھی خاص خاص اوقات ہیں۔ گھر آنے کے لئے اذن طلب کرنا ضروری ہے۔ قرآن نے ان اوقات کا تعین کر دیا ہے۔

Marfat.com

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ اپنے گھروں کے سوا (دوسرے) گھروں میں مت داخل ہو یہاں تک کہ اجازت لے لو۔ اور ان کے رہنے والوں پر سلام کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ پھر اگر ان میں سے کسی کو نہ پاؤ تو ان میں داخل نہ ہو۔ یہاں تک کہ تمہیں اجازت دی جائے۔ اگر تمہیں کہا جائے کہ لوٹ جاؤ۔ تو لوٹ جاؤ۔ وہ تمہارے لئے زیادہ پاکیزہ ہے اور جو تم کرتے ہو اللہ تعالےٰ اسے جانتا ہے۔"

باہر نکلنے اور چلنے پھرنے کے آداب

۱۔ آدمی کو راستہ میں سنجیدگی اور خاکساری کے ساتھ چلنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اور رحمت والے خدا کے بندے وہ ہیں جو زمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں"۔ اکڑ کر چلنے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اور زمین پر اکڑ کر نہ چل کہ اس طرح چل کر تو نہ تو زمین کو پھاڑ سکتا ہے اور نہ پہاڑوں کی اونچائی تک پہنچ سکتا ہے"۔

۲۔ عورتوں کو بجنے والے زیور پہن کر زمین پر زور زور سے پاؤں نہیں مارنا چاہیے۔ قرآن مجید میں ہے: "اور چلنے میں اپنے پاؤں زور سے نہ ماریں جس سے کہ لوگوں کو ان کی زینت کی خبر ہو"۔

۳۔ عورتیں پردہ میں نکلیں اور نگاہیں نیچی رکھیں۔ قرآن مجید میں ہے۔ "اے نبیؐ! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنی چادریں تھوڑی سی اوپر لٹکا لیں۔ یہ زیادہ قریب ہے کہ پہچان لی جائیں تو انہیں ایذا دی جائے"۔

۴۔ ایک دفعہ راستہ میں چلتے ہوئے مرد اور عورتیں باہم مل جل گئے تو آپؐ نے یہ حکم دیا کہ اس کے بعد عورتیں راستہ سے ہٹ کر اِدھر اُدھر کی دیوار سے لگ کر چلیں۔

۵۔ بھاگ کر نہ چلنا چاہیئے کہ متانت اور وقار کے خلاف ہے۔ اسلام نے نماز کے لئے بھی حکم دیا ہے کہ دوڑ کر نہ شامل ہوا جائے۔ رسول کریمؐ نے فرمایا: "اگر مسجد میں تکبیر ہو رہی ہو یا نماز کھڑی ہو چکی ہو تو دوڑ کر اس میں شامل نہ ہوں بلکہ متانت اور وقار سے آکر جماعت میں ملیں۔

۶۔ استطاعت ہو تو جوتے پہننے چاہئیں تاکہ پاؤں کو گندگی نہ لگے۔ رسول کریمؐ نے فرمایا: "اکثر جوتے پہنا کرو کہ جوتا پہننے والا بھی ایک طرح کا سوار ہوتا ہے۔"

Marfat.com

آداب سفر

رسولِ کریمؐ نے جس زمانہ میں سفر فرمایا اس وقت کے حالات اس زمانہ کے حالات سے مختلف ہیں اس لئے بعض ہدایات جو آپؐ نے فرمائیں اس قسم کے حالات کے لئے موزوں ہیں:۔

۱۔ سفر کے وقت مسافر کو دعائے خیر کے ساتھ رخصت کرنا چاہئے اور ہو سکے تو وہ دعا پڑھنی چاہئے جو رسولِ کریمؐ فوج کو الوداع کہتے وقت پڑھ لیتے تھے۔ اَسْتَودِعُ اللّٰہَ دِینَکُمْ وَاَمَانَتَکُمْ وَخَوَاتِیْمَ اَعْمَالِکُمْ۔ یعنی تمہارے دین امانت اور خاتمہ عمل کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔

۲۔ سفر صبح کرنا چاہئے تاکہ سورج کی گرمی تیز ہونے سے قبل کافی منازل طے کر لی جائیں۔ صبح سفر کرنے سے وقت بھی ضائع نہیں ہوتا پورا دن کام آجاتا ہے۔

۳۔ سفر تنہا نہیں کرنا چاہئے بلکہ کم از کم تین آدمی ساتھ ہونے چاہئیں۔ اس سے انسان بہت سے خطرات اور مصائب سے محفوظ رہتا ہے۔

۴۔ اگر تین یا تین سے زیادہ افراد سفر کریں تو ایک آدمی کو اپنا امیر بنا لیا جائے۔

۵۔ سفر سے واپس آنے کے ساتھ ہی گھر میں نہیں داخل ہونا چاہئے بلکہ گھر والوں کو تیاری کا موقع دینا چاہئے۔ بہتر یہ ہے کہ آنے سے قبل

Marfat.com

گھر والوں کو اپنی آمد کی اطلاع دے دی جائے۔

۶۔ مسافر کا استقبال کرنا چاہئے۔

۷۔ سفر عموماً رات کو کرنا چاہئے کیونکہ ٹھنڈے وقت میں فاصلہ اچھا طے ہوتا ہے۔ یہ طریقہ سفر عرب یا گرم ملاقوں کے لئے ہے۔

۸۔ سواری کے جانوروں کے آرام و آسائش کا خیال رکھنا چاہئے۔

۹۔ رات کا پڑاؤ راستہ سے ہٹ کر کرنا چاہئے تاکہ دوسرے مسافروں کو تکلیف نہ ہو۔ اس وجہ سے بھی کہ راستے ہر قسم کے جانور گزرتے ہیں اور موذی جانوروں کا خطرہ بھی رہتا ہے۔

۱۰۔ سفر کی ضرورت پوری ہو جائے تو فوراً واپس آجانا چاہئے کیونکہ سفر بہر حال تکلیف کی چیز ہے۔ تاکہ گھر والوں کو پریشانی نہ ہو اور انسان سفر کی مزید تکلیف سے محفوظ ہو جائے۔

Marfat.com

آدابِ خواب

نیند اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ قرآن مجید میں ہے
"اور خدا کی نشانیوں میں سے ایک تمہارا رات کا سونا ہے"۔
سورہ فرقان میں فرمایا: "اور ہم نے نیند کو تمہارے لئے آرام، رات کو پردہ اور دن کو کاروبار کے لئے بنایا۔"

اس لئے رسول کریمؐ نے سونے اور جاگنے کے آداب بھی سکھائے ہیں:۔

۱۔ نمازِ عشا پڑھنے سے قبل نہیں سونا چاہئے اور نماز ادا کرنے کے بعد جلد سو جانا چاہئے۔ نمازِ عشاء کے بعد لغو باتوں میں مشغول نہیں ہونا چاہئے تاکہ نمازِ فجر کے لئے آنکھ کھل سکے۔ لیکن ضروری دینی اور دنیوی امور کے لئے عشا کے بعد بات چیت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

۲۔ سونے سے قبل بستر جھاڑ لینا چاہئے

۳۔ داہنے پہلو پر سونا چاہئے۔

۴۔ ایسی چھت پر نہیں سونا چاہئے جس پر منڈیر نہ ہو، اس سے گرنے کا خدشہ ہوتا ہے۔

۵۔ طہارت کی حالت میں سونا چاہئے۔ بلکہ سونے سے پہلے وضو کرنا چاہئے۔

Marfat.com

۶۔ پیٹ کے بل نہیں سونا چاہیے۔ رسول اکرمؐ نے ایک شخص کو اس طرح سوتے دیکھا تو فرمایا "سونے کا یہ طریقہ خدا کو ناپسند ہے"۔

۷۔ سوتے وقت ایسے انداز سے سونا چاہیے کہ بے پردگی کا امکان نہ ہو۔

۸۔ سونے سے پہلے گھر کا دروازہ بند کر لینا چاہیے۔

۹۔ سوتے وقت چراغ بجھا دینا چاہیے۔ رسول کریم نے فرمایا: "آگ تمہاری دشمن ہے۔ سونے لگو تو اس کو بجھا دو"۔

۱۰۔ سونے سے قبل اور جاگتے وقت دعائے مسنون پڑھ لینی چاہیے سوتے وقت یہ دعا پڑھی جائے: "اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَحْيٰى وَ اَمُوْتُ۔ (ترجمہ: اے اللہ میں تیرے نام پر اٹھتا ہوں اور سوتا ہوں) جاگتے وقت یہ دعا پڑھی جائے: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ (ترجمہ: اس خدا کی تعریف جس نے سونے کے بعد ہمیں جگایا اور جس کی طرف اٹھ کر جانا ہے)۔

لباس کے آداب

لباس کے دو مقصد ہیں۔ ایک جسم کو سردی اور گرمی کی تکلیف سے بچانا اور دوسرے جسم کی عریانی اور برہنگی کو چھپانا۔

اسلام سب سے پہلا مذہب ہے جس نے ستر پوشی کو دین کا ضروری جزو ٹھہرایا ہے۔ یہاں تک کہ بغیر مجبوری لباس کے بغیر نماز بھی نہیں ادا ہو سکتی۔ مردوں کے لئے ناف سے لے کر گھٹنوں تک کا حصہ اور عورتوں کے لئے سر کے بالوں سے لے کر ٹخنوں تک اور لونڈیوں کے لئے پیٹ اور پیٹھ سے لے کر گھٹنوں تک کا حصہ ستر ہے۔

ستر پوشی انسان کی فطرت ہے۔ مگر جب اس کی فطرت مسخ ہو جاتی ہے اور بگڑ جاتی ہے تو وہ عریانی اور برہنگی کو معیوب نہیں سمجھتا۔

قرآن مجید میں حضرت آدمؑ اور ان کی زوجہ کا واقعہ بیان ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "تو جب ان دونوں نے درخت کو چکھا تو ان کے ستر ان پر کھل گئے تو وہ اپنے ستروں پر درخت کے پتوں کو جوڑنے لگے"۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ ستر پوشی بنی نوع انسان کی فطرت ہے۔

قرآن مجید میں ہے۔" اے آدمؑ کے بیٹو! ہم نے تم پر دہ پوشاک

Marfat.com

اتاری جو تمہارے ستر کو ڈھانک سکے۔" ایک اور جگہ فرمایا:
"اے آدمؑ کے بیٹو! ہر نماز کے وقت اپنی زینت (لباس) اختیار کرو۔
لباس کے متعلق بعض احکام احادیث شریف میں پائے جاتے ہیں:

۱۔ مرد کو بلا ضرورت ریشم نہ پہننا چاہیئے۔ اس سے نزاکت اور تنعم کا اظہار ہوتا ہے۔ لڑائی میں زرہ کے نیچے ریشمی کپڑا پہننے کی اجازت ہے۔

۲۔ مرد عورتوں کی سی پوشاک نہ پہنیں اور نہ عورتیں مردوں کا لباس پہنیں رسول کریمؐ نے ایسا کرنے والے مردوں اور عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

۳۔ دامن کو ڈھیلا چھوڑ کر نہیں چلنا چاہیئے۔ حضورؐ نے فرمایا "جو فخر سے اور غرور سے اپنا تہبند زمین پر گھسیٹ کر چلے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہ کرے گا۔"

۴۔ مرد اور عورت ایسے باریک کپڑے نہ پہنیں جن سے بدن نظر آئے۔ رسول کریمؐ نے فرمایا "کتنی ہی کپڑے پہننے والیاں ایسی ہیں جو دراصل ننگی ہیں۔"

۵۔ ایسا کپڑا پہننا چاہیئے جس سے پوری ستر پوشی ہو۔ ایک دفعہ رسول کریمؐ نے حضرت اسماءؓ سے فرمایا "اے اسماء جب عورت جوان ہو جائے تو اس کو چہرہ اور ہتھیلیوں کے سوا جسم کا کوئی حصہ کھولنا حلال نہیں۔"

۶۔ رسول کریمؐ مردوں کے لئے عام طور پر سفید کپڑے پسند فرماتے تھے۔

Marfat.com

۷۔ آستین والے کپڑے پہنتے ہوئے دائیں ہاتھ میں پہلے آستین ڈالی جائے۔

۸۔ نیا لباس پہنتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ رسول کریمؐ نیا لباس پہن کر یہ دعا پڑھا کرتے تھے :

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ ھٰذَا وَ رَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّۃٍ۔ یعنی اس خدا کی تعریف جس نے مجھ کو یہ کپڑا پہنایا اور مجھے روزی دی بغیر میری قوت کے (اپنے فضل و کرم سے)

Marfat.com

متفرق آداب

انسان جب خوشی کے موقع پر حدِ اعتدال سے بڑھ جاتا ہے تو غرور و نخوت کی گہرائیوں میں جاگرتا ہے اور اپنے آپ کو تباہ و برباد کرلیتا ہے۔ اس وجہ سے مسرّت کے موقع پر رسولِ کریمؐ کی سنّت کے مطابق خدا کا شکر بجالانا چاہئے اور غم کے موقع پر جوارح پر بیقراری اور زبان پر شکوہ جاری نہیں ہونا چاہئے۔

رسولِ کریمؐ نے فرمایا" جو شخص گریبان پھاڑتا اور گالوں پر طمانچے مارتا اور جاہلیت کی طرح چیختا چلاتا اور بین کرتا ہے وہ میری امت سے نہیں ہے"۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بتایا کہ کسی مصیبت پر صرف زبان سے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھے یعنی ہم سب اللہ ہی کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے"۔

انسان کی بعض حالتیں ادب اور تہذیب کے خلاف ہوتی ہیں ان کو دیکھ کر نفرت پیدا ہوتی ہے مثلاً جمائی کے وقت انسان کا منہ کھل جانا۔ رسول کریمؐ نے فرمایا" جمائی شیطان کی جانب سے ہے اور جب کوئی اس حالت میں آہ آہ کہتا ہے تو شیطان اس کے پیٹ کے اندر اس پر ہنستا ہے"۔

بعض احادیث میں ہے۔" جب تم میں سے کوئی جمائی لے تو اپنے منہ کو بند کرے کیونکہ شیطان اس کے منہ میں گھس جاتا ہے۔ جمائی کو روک لیا

Marfat.com

چاہئے۔ اگر نہ رک سکے تو منہ پر ہاتھ رکھ لینا چاہئے۔

چھینک سے روکنے کی کوئی ہدایت نہیں کی بلکہ اس کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے بتلایا ہے۔ حدیث کی شرح میں یہ وجہ لکھی ہے کہ چھینک سے بدن کے مسامات کھل جاتے ہیں اور جسم ہلکا پھلکا ہو جاتا ہے اور جمائی بدن میں سستی و کسل کا نتیجہ ہے۔

رسول کریمؐ نے چھینکنے والے کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے دوسرے لوگ اس کے جواب میں یَرْحَمُکَ اللّٰہ کہیں۔ چھینکتے وقت منہ کو ہاتھ یا کپڑے سے ڈھانک لینا چاہئے کیونکہ بعض اوقات اس حالت میں ناک سے بلغم وغیرہ نکل آتا ہے۔ منہ پر ہاتھ یا رومال رکھنا اور آواز کو پست کرنا رسول کریمؐ کا بھی طریقہ تھا۔

مجمع میں ڈکار یا انگڑائی لینا خلافِ تہذیب ہے۔ بعض کتب میں ہے کہ رسول کریمؐ مجمع میں جمائی یا انگڑائی نہیں لیتے تھے۔

Marfat.com

کتابیات

"پیغمبرِ اسلام کی سماجی زندگی" کو لکھتے وقت مندرجہ ذیل مستند کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے:۔

۱۔ قرآنِ کریم۔
۲۔ بخاری شریف۔
۳۔ مسلم شریف۔
۴۔ سنن ابوداؤد۔
۵۔ سنن ابن ماجہ۔
۶۔ سنن نسائی۔
۷۔ ترمذی شریف۔
۸۔ سیرت النبیؐ۔ شبلی نعمانی و مولانا سید سلیمان ندوی، کراچی۔
۹۔ خطبات مدراس۔ سید سلیمان ندوی۔ اردو اکیڈمی۔ کراچی (۱۹۶۶ء)
۱۰۔ انسانِ کامل۔ پروفیسر خالد علوی۔ لاہور۔ (۱۹۷۴ء)
۱۱۔ ارشاداتِ رسول اکرمؐ۔ یعنی مجموعہ احادیث۔ مولانا حامد الرحمٰن صدیقی۔ کراچی۔ (۱۹۷۷ء)
۱۲۔ نہج الفصاحت۔ مترجم علامہ نصیر الاجتہادی۔ لاہور (۱۹۶۱ء)

Marfat.com

تعارف

پروفیسر انعام اللہ جان سے میری ملاقات ۱۹۶۳ء میں اس وقت ہوئی جب میں اسلامیہ کالج ، پشاور کی لائبریری میں بیٹھا برٹرانڈ رسل کی کتاب "تجزیہ نفس" کی ورق گردانی کر رہا تھا۔ اس زمانے میں قرآن حکیم میں مسلسل تدبر و تفکر سے میرے اندر فلسفہ ، سائنس ، نفسیات اور مذاہب عالم کے تحقیقی مطالعے کی تحریک پیدا ہوئی۔ میرے ہاتھ میں مذکورہ کتاب دیکھ کر اس نے میرے ساتھ گہرے فلسفیانہ موضوعات پر گفتگو شروع کی بعد ازاں وہ مجھے اپنے ایک پرانے لنگوٹیے دوست پروفیسر معراج الحق مصطفےٰ جو اس وقت اسلامیہ کالج پشاور میں فلسفہ کے استاد تھے کے پاس لے گئے۔ تب سے میں اور وہ فلسفیانہ ہم مشربی میں منسلک ہو گئے ___

پروفیسر انعام اللہ جان ۱۹۳۶ء میں چارسدہ (ضلع پشاور) کے ایک گاؤں ڈھیری زرداد خان کے ایک مذہبی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد بزرگوار ایک پختہ کار طبیب بھی ہیں اور تبلیغی جماعت کے رکن رکین بھی۔ پروفیسر جان کے اندر بچپن ہی سے مذہب اور پرانی تہذیبوں کے مطالعہ کا شوق پیدا ہوا۔ جب میٹرک (میڈیکل) میں داخل کئے گئے تو اسی شوق کے زیر اثر چھ ماہ کے بعد میڈیکل چھوڑ

Marfat.com

W-689—P.U.P.—8,000—6-4-1980 Form 22

کر عربی پڑھنے لگے۔ جب اسلامیہ کالج پشاور میں آئے تو وہاں سے اسلامی نظریات (THEOLOGY) میں تخصص حاصل کیا۔ پھر تاریخ میں ایم اے کیا۔ اس کے بعد ایم اے (آرکیالوجی) میں داخل ہو گئے۔ اس وقت اپنے استاد ڈاکٹر احمد حسن دانی کے علم و تجربہ سے کسبِ فیض کرتے لگے اور ان کی رہنمائی میں پرانی تہذیبوں، مذاہب، علم الانسان اور فلسفیانہ میدانوں میں تربیت پائی۔ اکتسابِ فیض کا یہ تعلق اٹھارہ سال سے ابتک جاری ہے اور اپنی متواتر اور انتھک جدوجہد کی بدولت ایک عالمی شہرت یافتہ سکالر بن گئے۔ پروفیسر جانؔ کی دریافت ہے کہ انسان شروع ہی سے اپنے تشخص کی تلاش میں ہے اور مذاہب، تہذیبیں اور دوسرے انسانی ادارے اس تلاش کی صدائے بازگشت ہیں۔ اس دریافت کو وہ ایک سائنسی مقولے کی شکل میں یوں بیان کرتے ہیں: "تشخص کی تلاش ہی انسان کا کردار متعین کرتی ہے"۔ انسانی سطح کا یہ تشخص برقرار رہتا ہے جبکہ دوسرے تشخصات حصولِ مقصد کے بعد زائل ہو جاتے ہیں۔ اسی موضوع پر پروفیسر جانؔ نے قومی اور بین الاقوامی موضوعات پر مقالات پڑھے ہیں۔ ۱۹۷۸ء میں الجزائر کی بین الاقوامی کانفرنس میں ایم سسکو (MSESCO) کے نام سے ایک ایسے ادارے کا تصور پیش کر گئے جو مسلم دنیا کی تعلیمی، سائنسی اور ثقافتی ترقی کی خاطر ایک منظم پروگرام کے تحت سرگرمِ عمل رہے۔

ان کی زیرِ نظر کتاب "پیغمبر اسلامؐ کی سماجی زندگی" امتِ مسلمہ کی فکری وحدت اور اصلاحِ احوال کی طرف ایک اہم اور خوش آئند قدم ہے۔ امید ہے کہ پروفیسر جانؔ علم کی سطح پر امتِ مسلمہ کی خدمت میں اسی طرح ایک اہم اور مفید کردار ادا کرتے رہیں گے۔

یا رب! ایں آرزوئے من چہ خوش است

پروفیسر محمد جمیل
انسٹیٹیوٹ آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیمٍ

پیغمبر اسلامؐ کی سماجی زندگی

DATA ENTERED

مؤلف

انعام اللہ جان

ریسرچ آرگنائزر، یونیسکو سنٹر فار سنٹرل ایشین سویلائیزیشنز

قائد اعظم یونیورسٹی۔ اسلام آباد